COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

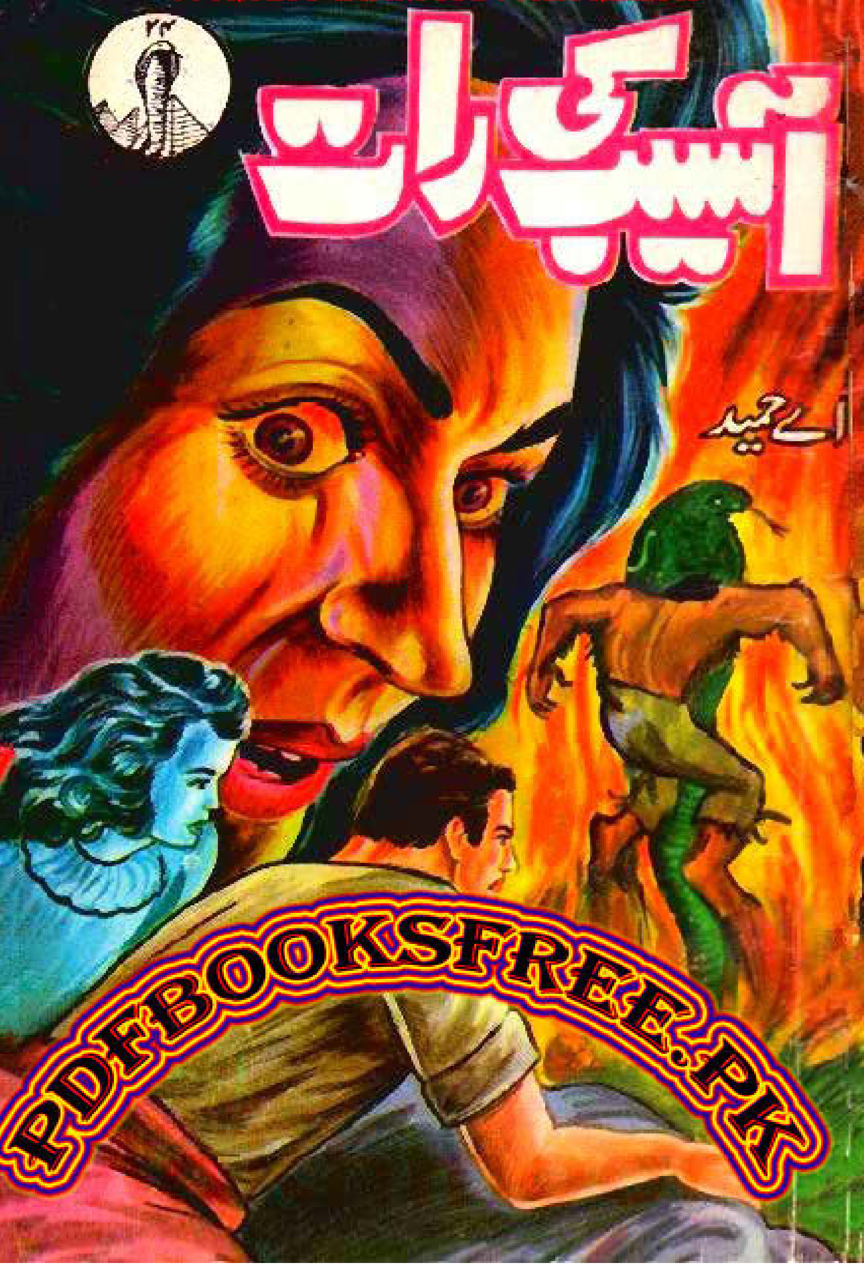

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

آسیب کی رات

اے حمید

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرورق پروڈکشن انچارج
جلال انور

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

بار اوّل ۔ ۱۹۸۱ء
تعداد : دو ہزار
قیمت : چار روپے
نیا مکتبہ اقرأ ۔ ۱۳/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : الجنتہ پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو،

راجکماری اور اس کی وفادار کنیز جنگل کے غار میں چھپی ہوئی ہیں۔ جب آدھی رات گزرتی ہے تو دُور قبرستان کی ایک قبر کا منہ کھلتا ہے اور اس میں سے ناگ باہر نکلتا ہے — وہ ایک لاش کی طرح سیدھا کھڑا ہے اور نتھنے پھُلا کر چاروں طرف سونگھتا ہے — وہ انسانی خون کی بُو سُونگھنا چاہتا ہے — اسے غار کے جنگل کی طرف سے انسان کے خون کی بُو آتی ہے — وہ غار کی طرف بڑھتا ہے۔ راستے میں عنبر اور ماریا بھی ایک جگہ چھپے ہوئے ہیں۔ ناگ کی لاش اندھیرے میں سرخ خونی آنکھوں سے دیکھتی راجکماری کے غار کی طرف بڑھتی ہے۔ اور ایک بھیانک چیخ کے ساتھ راجکماری پر حملہ کرتی ہے تاکہ اُس کا خون پی جائے اور اس کی لاش کو ادھیڑ ڈالے کہ اچانک عنبر اس کے اوپر چھلانگ لگا دیتا ہے —

پھر کیا ہوتا ہے — یہ آپ خود پڑھ لیں گے —

اے حمید

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- غار والی لڑکیاں
- نقلی ترشول، اصلی سانپ
- خزانے کا مقبرہ
- آسیب کی رات
- آدھی زندہ، آدھی مُردہ

غار والی لڑکیاں

ناگ کی چیخ سے سارا جنگل دہل اُٹھا۔

راجکماری اور کینز ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھیں۔ غار کے باہر چاند کی زرد روشنی پھیلی تھی۔ انہوں نے باہر اسی بھوت کو دیکھا، جس نے کل رات جلاد کو چیر پھاڑ کر اس کا خون پیا تھا۔ راجکماری اور کینز چیخ مار کر غار کے اندر دیوار سے چمٹ گئیں۔ ناگ کی لاش اپنے لمبے ناخنوں والا ہاتھ پھیلائے غار کی طرف بڑھا۔ ناگ کی چیخ نے عنبر اور ماریا کو بھی جگا دیا تھا۔ وہ بھی بھاگ کر غار کی طرف آگئے۔ یہ چیخ اسی طرف سے آئی تھی۔ انہوں نے غار کے سامنے آکر دیکھا کہ ناگ غار میں داخل ہو رہا ہے۔

عنبر اور ماریا فوراً سمجھ گئے کہ وہ غار میں چھپی ہوئی لڑکیوں کا خون پینے جا رہا ہے۔ بڑا نازک وقت تھا۔ عنبر نے وہیں سے ناگ کے اوپر چھلانگ لگا کر اسے پیچھے گرا دیا۔ ناگ زمین پر گرتے ہی اُٹھا اور عنبر پر حملہ کرنے آگے بڑھا۔ وہ درندے کی طرح چیخ رہا تھا۔ اس کے حلق سے غراہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے عنبر کو اٹھا کر زور سے درخت کے ساتھ دے مارا۔ ماریا نے ناگ کی یہ حالت دیکھی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میرے بھائی کو یہ کیا حال ہو گیا ہے۔ عنبر درخت سے ٹکرا کر اٹھا اور اس نے جیب سے تسبیح نکال کر ناگ کے آگے کر دی۔

ناگ کی نظر تسبیح پر پڑی تو وہ یوں چلایا جیسے اس کے سارے جسم کو آگ لگ گئی ہو۔ اس نے زمین پر زور زور سے اپنا سر مارا۔ عنبر کو پکڑ کر اس کی گردن مروڑنا چاہی، مگر عنبر کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ جاتا تھا۔

عنبر نے کہا:

"ماریا، تم غار کی لڑکیوں کی خبر لو۔"

ماریا نے کہا:

"وہ خوف زدہ ہیں۔ میری وجہ سے اور ڈر جائیں گی۔ ہائے ناگ کو کیا ہو گیا ہے عنبر بھائی؟"

"ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ گھبراؤ نہیں۔"

راجکماری اور کنیز غار میں سہمی ہوئی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھیں اور خوف کے مارے ان کے دانت بج رہے تھے۔ وہ غار سے نکل کر ایک طرف بھاگنے لگیں تو عنبر نے اونچی آواز میں کہا۔

"لڑکیو، خبردار بھاگنا مت۔ نہیں تو یہ لاش تمہیں زندہ نہ چھوڑے گی۔"

نہ چھوڑے گی۔"

راجکماری اور کنیز وہیں بیٹھ گئیں۔ ناگ کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔ وہ تڑپ تڑپ کر بے حال ہو گیا تھا۔ وہ بار بار عنبر پر حملہ کرنے آتا اور تسبیح کی وجہ سے پیچھے ہٹ جاتا۔ عنبر نے دیکھا کہ تسبیح کے سفید موتیوں کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ سرخ ہوتے ہی ناگ نے ایک چیخ ماری اور قبرستان کی طرف بھاگا۔ عنبر بھی اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔ قبرستان میں اپنی قبر کے پاس جا کر ناگ نے اس میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے چھلانگ لگاتے ہی عنبر نے تسبیح بھی اس کے پیچھے قبر میں پھینک دی۔

تسبیح کے قبر میں پھینکتے ہی ایک دھماکا سا ہوا۔ قبر میں سے شعلہ بلند ہوا۔ شعلہ ایک گولا بن کر قبر کے اُوپر لٹکنے لگا۔ اس گولے میں کلاوتی دیوی کی شکل نظر آئی۔ وہ چیخ رہی تھی۔ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور گردن کو آگ لگی تھی۔ آگ کا گولہ اسے لے کر اوپر ہونے لگا اور پھر اڑتا ہوا ستاروں بھرے آسمان میں غائب ہو گیا۔

آگ کے گولے کے غائب ہوتے ہی قبرستان میں ایک پُرسکون خاموشی چھا گئی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ درختوں پر سہمے ہوئے پرندوں نے خوش ہو کر گانا اور چہچہانا شروع کر دیا۔ عنبر نے ماریا کی طرف منہ کر کے کہا:

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کلاوتی دیوی کا جادو ٹوٹ گیا۔"

وہ قبر کی طرف بڑھے — قبر ٹھنڈی ہوگئی تھی اور اس کے اندر سے ناگ دونوں کہنیاں ٹکا کر باہر نکل آیا — اس نے عنبر کو دیکھ کر کہا:

"میں اس قبر میں کیسے آگیا تھا؟ ماریا کہاں ہے؟"

ماریا نے کہا:

"میں تمہارے پاس ہی ہوں بھیا — خدا کا شکر ہے کہ تم اپنی اصلی حالت میں آئے۔"

ناگ نے قبر سے باہر آکر کپڑے جھاڑتے ہوئے پوچھا:

"مجھے کیا ہوگیا تھا؟"

عنبر نے کہا:

"اگر تمہیں بتاؤں کہ تمہیں کیا ہوگیا تھا اور تم کیا کرتے پھرتے تھے تو تمہیں کبھی یقین نہیں آئے گا۔"

ناگ خاموشی سے عنبر کو تکنے لگا:

"تو کیا — کیا میں درندہ بن گیا تھا؟ کیا میں مُردہ ہوگیا تھا، کچھ بتاؤ تو سہی۔"

عنبر نے ناگ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں — آؤ میرے ساتھ — دو بہنیں ہماری ہمدردیوں کا انتظار کر رہی ہیں۔"

"کون ہیں؟" ناگ نے پوچھا۔

ماریا نے کہا:

"یہ وہی ہیں جن کا تم ابھی ابھی خون پینے گئے تھے۔"

ناگ نے اپنا سر تھام لیا:

"نہیں نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"وہ تم نہیں تھے. تم پر جادو کر دیا گیا تھا — ایک ایسی جادوگرنی دیوی نے جس کا مقابلہ اسلام ہی کر سکتا تھا۔ اگر تمہارے دل میں کلمہ طیبہ کا نور نہ ہوتا تو تم زندہ نہیں بچ سکتے تھے — جادو برحق ہے اور تم زبردست جادو کے اثر میں تھے۔"

ناگ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا:

"یا اللہ، مجھے معاف کردے — میرے گناہ معاف کردے۔ تیرا شکر ہے کہ میں پھر سے اپنی اصلی شکل میں آیا۔"

ماریا، عنبر اور ناگ غار کی طرف آگئے — راجکماری کرن اور کنیز دونوں خوف کے مارے سہمی بیٹھی تھیں — اب جو انہوں نے اسی زندہ لاش کو عنبر کے ساتھ اپنی طرف آتے دیکھا تو چیخ مار کر وہاں سے بھاگنے لگیں — عنبر نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"اب تمہیں ڈر کر بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے. زندہ لاش

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر سے انسان بن گئی ہے "۔

ناگ نے آگے بڑھ کر راجکماری اور کنیز کو بڑی شفقت سے سلام کیا — اور کہا :

" مجھ پر جادو کا اثر تھا جو ختم ہو گیا۔ میری وجہ سے تمہیں جو تکلیف پہنچی ہے، میں اس کی معافی مانگتا ہوں "۔

راجکماری نے ناگ کو انسانوں کی طرح بڑی نرم دلی اور اخلاق سے باتیں کرتے دیکھا تو اُسے کچھ تسلی ہوئی — عنبر اور ناگ غار کے اندر آ کر بیٹھ گئے۔ کنیز اب بھی ناگ کی طرف دیکھتے ہوئے گھبرا رہی تھی —

ناگ نے کہا :

" بہن، اب مجھ سے بالکل نہ گھبراؤ — میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں — مجھے تم اپنا بھائی ہی سمجھو "۔

ناگ مسکرا دیا — عنبر نے کہا :

" ہاں، اب وہ بات نہیں ہے — بُرا وقت گزر گیا ہے۔ اب تم لوگ ہمیں سچی بات بتا دو کہ اصل میں تم کون ہو ؟"

راجکماری نے کہا :

" میں ریاست کے راجہ کی بیٹی کرن ہوں اور یہ میری وفادار کنیز ہے —"

اور پھر راجکماری نے عنبر اور ناگ کو ساری کہانی بیان کر دی۔

ناگ نے تعجب سے کہا :

" تو میں ترشول میں قید تھا اور اس قسم کی درندگی کرتا پھرتا تھا — میں اُس وزیر کی گردن مار دوں گا — جس نے مجھ سے یہ ظلم کروائے "۔

راجکماری نے کہا :

" ناگ بھائی، تم نے صرف ایک جلاد کو ہلاک کیا ہے اور اس جلاد نے سینکڑوں انسانوں کو وزیر کے اشارے پر قتل کر دیا تھا۔ تم نے اس کے ساتھ بالکل ٹھیک کیا "۔

ماریا وہاں خاموش بیٹھی تھی — عنبر اور ناگ نے اُسے بولنے سے منع کر دیا تھا — وہ راجکماری کو ماریا کے بارے میں نہیں بتانا چاہتے تھے — عنبر نے راجکماری کو بتایا کہ اصلی جادو کا ترشول ٹوٹ چکا ہے اور وزیر اب نقلی ترشول سے لوگوں کو خوف زدہ کیے ہوئے ہے۔

راجکماری نے کہا :

" میں ٹھاکر مان سنگھ کے ساتھ مل کر اپنے باپ کی راج گدی واپس لینا چاہتی ہوں "۔

ناگ نے کہا :

" راجکماری، تمہیں اب ٹھاکر مان سنگھ کی مدد لینے کی ضرورت

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" کنیز نے کہا: "وہ بڑا اثر والا آدمی ہے۔ اُس کی مدد کے بعد ہم راج گدی پر قبضہ نہیں کر سکتے۔"

عنبر کہنے لگا:

"ناگ ٹھیک کہتا ہے راجکماری، تمہیں ٹھاکر مان سنگھ سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

راجکماری نے پوچھا:

"تو پھر میں اکیلی غدار وزیر کا کیسے مقابلہ کر سکوں گی؟"

عنبر نے کہا:

"ہم دونوں تمہارے ساتھ ہوں گے۔"

"تم دونوں کیا کر سکو گے — اب تو ناگ زندہ لاش بھی نہیں بن سکتا کہ غدار وزیر کا خون ہی پی لے۔"

کنیز نے مسکرا کر کہا — عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا:

"ناگ کیا خیال ہے — ہم دونوں اتنی بڑی طاقت والے غدار وزیر کا مقابلہ کر سکیں گے؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

راجکماری نا امید سی ہو گئی، کہنے لگی:

"آپ لوگ اب بھی میری بات مان لیں۔ ہم ٹھاکر مان سنگھ

کے ساتھ مل کر ہی وزیر کا مقابلہ کر سکیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر چلو، ٹھاکر مان سنگھ کے پاس اس کی حویلی میں چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔"

راجکماری نے کہا:

"ٹھاکر نے حویلی میں آنے سے منع کیا تھا — اس نے کہا تھا کہ وقت آنے پر وہ ہمیں خود بُلائے گا۔"

ناگ نے کہا:

"راجکماری جی، میرا خیال ہے کہ وقت آ گیا ہے۔ آئیے ٹھاکر مان سنگھ کی حویلی میں چلتے ہیں۔"

رات کا پچھلا پہر گزر رہا تھا — ناگ اور عنبر نے راجکماری اور کنیز کو مجبور کر دیا کہ وہ اُن کے ساتھ چلیں، کیونکہ اس سے زیادہ سنہری موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا — ماریا ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ ایسے موقعوں پر اُسے بڑا غصہ آتا تھا کہ عنبر ناگ اس کا منہ بند کر دیتے تھے — خود بڑے مزے سے باتیں کرتے تھے اور اسے بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی، مگر وہ بے چاری دل پر جبر کر کے خاموش رہتی، کیونکہ اس کے بولنے سے حالات خراب ہونے کا خطرہ ہوتا تھا، لیکن بعد میں جب ماریا کو موقع ملتا تھا تو وہ خوب بولتی تھی۔ بلکہ عنبر اور ناگ کے منع کرنے پر بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں رکتی تھی اور باتیں کرتی ہی چلی جاتی تھی۔

یہ پانچوں جنگل سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑے۔

رات کے تین بجے ہوں گے۔ شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے سارے دروازے بند تھے — شہر کی دیوار پر ہر دروازے کے باہر مشعل جل رہی تھی اور پہرے دار تیر تلوار لگائے پہرہ دے رہا تھا — موسم خوشگوار تھا اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ شہر کی دیوار کے اُوپر بھی پہرے دار مشعل لیے چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ یہ لوگ شہر کے دروازے سے دُور ایک درخت کے نیچے رُک گئے —

راجکماری نے کہا:

"اس طرح میرا شہر میں داخل ہونا ٹھیک نہیں۔ ہو سکتا ہے، پہرے والا سپاہی میرا وفادار ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ غدار وزیر کے ساتھ ملا ہوا ہو اور مجھے دیکھتے ہی ہلاک کر دے:"

ناگ نے پوچھا:

"تو پھر ہم شہر میں کس طرح داخل ہوں؟"

راجکماری کرن نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں صبح ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ پھر دروازہ کھل جائے گا اور ہم بھیس بدل کر شہر میں داخل ہو جائیں گی:"

عنبر مسکرایا اور کہنے لگا:

"ویسے ہم اس وقت بھی شہر میں داخل ہو سکتے ہیں راجکماری"

کیتن نے کہا:

"وہ کیسے؟ کیا ہم جن بھوت ہیں کہ غائب ہو کر شہر میں داخل ہو جائیں گے:"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے، ہم جن بھوت ہی ہوں"

پھر وہ ہنس دیا اور بولا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے — میرا مطلب تھا کہ اگر انسان ذرا عقل مندی سے کام لے تو ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے:"

اس کے بعد عنبر نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھائی، ذرا جا کر دروازہ تو کھلواؤ۔ کیونکہ تم ہی ہم سب میں عقلمند ہو — آج ذرا اپنی عقل سے کام تو لو۔ ہاں اگر چاہو تو اپنی عقل کو ساتھ ہی لیتے جاؤ:"

عنبر کی مراد ماریا سے تھی — اس نے اس طرف دیکھ کر یہ جملہ کہا تھا۔ جس طرف سے ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی اور اُسے یقین تھا کہ وہاں ماریا بیٹھی ہے — ماریا بھی ہنس دی۔ اس نے عنبر کی گردن پر زور سے چٹکی بھری اور ناگ کے پاس آ گئی۔ عنبر نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا۔ راجکماری نے پوچھا:

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا ہوا؟"

عنبر نے کہا:

"کچھ نہیں، ایک غیبی چیونٹی نے کاٹ لیا تھا۔"

ناگ اُٹھ کھڑا ہوا:

"اچھا، میں جاتا ہوں۔ فکر نہ کرو عقل بی بی بھی میرے ساتھ ہے۔"

کنیز نے تعجب سے پوچھا:

"یہ عقل بی بی کون ہے؟"

عنبر بولا:

"یہ تم نہیں سمجھ سکو گی کنیز بی بی — اب ذرا دیکھنا کہ دروازہ کیسے کھلتا ہے شہر کا۔"

راجکماری اور کنیز خاموش ہوگئیں — ناگ درختوں سے نکل کر شہر کی دیوار کی طرف بڑھا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔ اب اُسے کہیں بولنے کی آزادی ملی تھی — اس نے ناگ سے کہا:

"آگے سے اگر تم دونوں نے میری زبان بند کی تو میں چیخ چیخ کر شور مچا دیا کروں گی ہاں۔"

ناگ ہنس رہا تھا:

"ماریا بہن، اس وقت تمہارے بولنے سے راجکماری کے ڈر جانے کا خطرہ تھا۔"

ماریا نے تنک کر کہا:

"اچھا تو میں کوئی تمہاری طرح کی بھوت ہوں کہ میرے بولنے سے وہ ڈر جاتی۔"

ناگ نے زور سے قہقہہ لگایا — اس قہقہے کی آواز عنبر اور راجکماری تک بھی آئی — راجکماری نے عنبر سے کہا:

"یہ ناگ اکیلے بھی قہقہے لگایا کرتا ہے؟"

کنیز نے آہستہ سے کہا:

"معلوم ہوتا ہے، ابھی تک اس پر جادو کا کچھ اثر باقی ہے۔"

عنبر بولا:

"شاید کچھ اثر باقی ہو۔"

ناگ کے قہقہے کی آواز شہر کے بند دروازے پر پہرہ دیتے سپاہی نے بھی سُن لی تھی — اس نے نیزہ سنبھال لیا اور جدھر سے آواز آئی تھی، اُس طرف دیکھا — اور شہر کی دیوار کے اُوپر پہرہ دیتے سپاہی سے کہا:

"اُوپر سے نگاہ ڈالو — یہ کون ہنسا تھا؟"

اوپر والے سپاہی نے جواب دیا:

"اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا — ہو سکتا ہے کوئی چڑیل ہو۔ ہوشیار رہنا۔"

پہرے دار کے دل پر خوف بیٹھ گیا — چوروں، ڈاکوؤں کا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقابلہ کر سکتا تھا — مگر چڑیلوں کا سامنا نہیں کر سکتا تھا — ناگ نے گہرا سانس لے کر اپنا روپ بدل لیا اور وہ کالے رنگ کا چھوٹا سانپ بن گیا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"میں پہرے داروں کو بے ہوش کرتا ہوں — تم دروازہ کھول دینا۔"

یہ کہہ کر ناگ رینگتا ہوا شہر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی — دونوں پہرے دار چوکس ہوگئے تھے — اوپر والا پہرے دار دیوار کے اوپر کھڑا تھا اور اُس نے کمان میں تیر جوڑ رکھا تھا کہ ذرا خطرہ پائے تو دشمن پر تیر چلا دے۔ نیچے والا پہریدار چڑیل کے خیال سے ڈرا ہوا تھا — پھر بھی اس نے نیزہ تان رکھا تھا۔ دیوار پر مشعل جل رہی تھی — اچانک نیچے والا پہرے دار چلّایا:

"سانپ۔"

اُوپر والے نے ہنس کر کہا:

"ارے سانپ سے ڈر گئے؟ مار ڈالو سالے کو۔"

لیکن نیچے والے پہرے دار کو دوبارہ سانپ نظر نہ آیا — وہ نیزہ تانے اِدھر اُدھر سانپ کو ڈھونڈنے لگا — اچانک اُسے اپنی ٹانگ پر ڈسنے کی ٹیس محسوس ہوئی — ناگ نے ایک خاص قسم کا بے ہوشی کا زہر اس کے جسم میں داخل کر دیا تھا —

پہرے دار کا ایک دم سے گلا خشک ہو کر بند ہو گیا — اُس نے چلّا کر اوپر والے کو پکارنا چاہا — مگر اس کی آواز نہ نکل سکی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اُوپر والے نے اُسے گرتے دیکھا تو چلّایا:

"ابے کیا ہوا ہے تمہیں؟ ابے بولتا کیوں نہیں؟"

ناگ اتنی دیر میں اوپر والے پہرے دار کے پاس پہنچ چکا تھا — پہرے دار نے تیر کمان دیوار پر رکھا — اور رسی کی سیڑھی نیچے لٹکانے ہی لگا تھا کہ سانپ نے اسے بھی ڈس دیا — وہ بھی اپنا گلا دونوں ہاتھوں سے تھام کر چلّایا اور ایک چکر کھا کر بے ہوش ہو کر گر پڑا — ناگ نیچے آ گیا — ماریا نے بڑے دروازے کا چھوٹا طاق کھول دیا تھا — ناگ فوراً انسان کی شکل میں آ گیا — اس نے دیوار سے مشعل اتار کر لہرائی — عنبر اسی اشارے کا انتظار کر رہا تھا — اس نے راجکماری سے کہا:

"چلو راجکماری، دروازہ کھول دیا گیا ہے۔"

راجکماری نے کہا:

"کمال کر دیا اس تمہارے دوست نے —"

عنبر بولا:

"تم آگے آگے اس کے کمال دیکھنا۔"

کنیز بولی:

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس پر ابھی جادو کا اثر ہے اس لیے ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا۔"

عنبر نے کہا:

"تمہیں ناگ کے جادو سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میری بہنو — آؤ، اب ٹھاکر مان سنگھ کی حویلی میں چلتے ہیں۔"

وہ تینوں شہر کی فصیل کے پاس آ گئے — دروازے کا چھوٹا طاق کھلا تھا — اور پہرے دار ایک طرف بے ہوش پڑا تھا — ناگ دروازے کی ڈیوڑھی میں اُن کا انتظار کر رہا تھا — عنبر نے راجکماری سے کہا:

"اب تم ٹھاکر کی حویلی تک لے چلو۔"

ماریا، ناگ، عنبر، راجکماری اور کنیز شہر کے اندر داخل ہوگئے۔ رات کے پچھلے پہر اندھیرے میں شہر سو رہا تھا — کہیں کہیں بازاروں اور گلیوں کے کونوں پر مشعلیں روشن تھیں — پہرے دار یہاں بھی کہیں کہیں آوازیں دیتے گھوم رہے تھے — کنیز ان لوگوں کو ایک سنسان راستے سے ٹھاکر مان سنگھ کی حویلی تک لے گئی — پہریدار نے راجکماری کو دیکھا اور ادب سے سر جھکا دیا اور پھر عنبر اور ناگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"راجکماری جی آپ! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ آدھی رات کے بعد یہاں کیسے آ گئیں؟"

راجکماری نے کہا:

"بھیا ٹھاکر صاحب کے پاس لے چلو ہمیں — یہ سب میرے ہمدرد ہیں۔"

ٹھاکر مان سنگھ کو جگا دیا گیا — وہ دیوان خانے میں آ گیا — فانوس روشن کر دیا گیا۔ راجکماری، کنیز، ناگ اور عنبر کو دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے — اس نے سنجیدگی سے کہا:

"راجکماری جی، میں نے آپ کو پیغام بھجوایا تھا کہ آپ کو جب تک میں نہ کہوں، آپ شہر میں داخل نہ ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"اس میں راجکماری کا کوئی قصور نہیں ہے ٹھاکر صاحب — انہیں ہم آپ کے پاس لائے ہیں۔"

ٹھاکر نے عنبر کی طرف اپنی گھنی بھنوؤں والی آنکھیں اٹھا کر کہا:

"اور آپ لوگ کون ہیں — اس سے پہلے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔"

عنبر نے کہا:

"میرا نام عنبر ہے اور یہ میرا بھائی ناگ ہے۔"

ٹھاکر بولا:

"وہ تو ٹھیک ہے، مگر آپ ہیں کون؟"

ناگ نے کہا:

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھاکر جی، ہم جڑی بوٹیوں کی تلاش کا کام کرتے ہیں۔ جنگل سے گزر رہے تھے کہ راجکماری کو خستہ حالت میں دیکھا تو ان کی مدد کو جی چاہا — ہم راج گدی واپس دلانے میں راجکماری کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہمارا ساتھ دیں —"

ٹھاکر مان سنگھ نے کہا:

"راجکماری کا باپ میرا دوست تھا — وہ ایک نیک دل راجہ تھا — غدار وزیر نے انہیں مہارانی کے ساتھ ہلاک کر کے زبردستی تخت پر قبضہ کر لیا ہے — میں راجکماری کی مدد کرنا چاہتا ہوں، لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا — وزیر کے پاس ایک ایسی ترشول ہے جو اندر دیوتا نے اُسے دی ہے اور جس میں سے آگ نکل کر انسانوں کو بھسم کر دیتی ہے — جب تک اس کے پاس یہ ترشول موجود ہے، ہم کچھ نہیں کر سکتے — میں بھی مجبور ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"اگر ہم وہ ترشول آپ کے پاس لے آئیں تو کیا پھر آپ راجکماری کی مدد کریں گے؟"

ٹھاکر بولا:

"ضرور مدد کروں گا، لیکن تم وہ ترشول کیسے لاؤ گے؟ وہ اندر دیوتا کی نشانی ہے اور جو کوئی غیر آدمی اسے ہاتھ لگائے گا،

جل کر بھسم ہو جائے گا۔"

ناگ نے کہا:

"ٹھاکر صاحب، میں اس ترشول کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہوں اور اندر دیوتا کو بھی جانتا ہوں اور اس میں سے جو بھوت نکل کر آگ برسایا کرتا تھا، اس کو بھی جانتا ہوں — آپ صرف راجکماری اور کنیز کو اپنی حویلی میں پناہ دے دیں — ہم وہ ترشول آپ کے پاس لے آئیں گے۔"

ٹھاکر مان سنگھ سوچ میں پڑ گیا، پھر کہنے لگا:

"مجھے یقین نہیں کہ تم ایسا کر سکو — اس میں تمہاری جان کا خطرہ ہے — لیکن اگر تم خودکشی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روک سکتا — راجکماری ہماری حویلی میں ہماری بیٹی بن کر رہیگی۔"

راجکماری نے اُٹھ کر ٹھاکر مان سنگھ کے پاؤں چھو لیے۔ ٹھاکر نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ دیا اور نوکر سے کہا کہ راجکماری اور کنیز کو عورتوں کے پاس پہنچا دیا جائے — راجکماری حویلی کے زنان خانے کو روانہ ہو گئی — عنبر اور ناگ حویلی سے باہر نکل آئے — ماریا اُن کے ساتھ ساتھ تھی — حویلی سے باہر آتے ہی اُس نے عنبر سے کہا:

"اب میں تم سے خوب باتیں کروں گی اور اُونچی اُونچی باتیں کروں گی — تم نے بہت دیر مجھے خاموش رکھا ہے۔"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے مسکرا کر کہا :

"ماریا، تمہیں جب ہم خاموش رکھتے ہیں تو کسی وجہ سے رکھتے ہیں، کیونکہ تم کسی کو دکھائی جو نہیں دیتیں ــ اب اگر تم بولو تو لوگ ڈر کر بھاگ نہیں جائیں گے کیا ؟"

ماریا نے ناراض ہو کر کہا :

"اچھا خدا کرے کہ میں بھی تمہاری طرح انسانی شکل میں آجاؤں، پھر تو تم مجھے چپ نہیں رکھ سکو گے۔"

ناگ نے پیار سے کہا :

"ماریا بہن، ناراض نہ ہو۔ ہم تو تمہارے پیارے بھائی ہیں ــ تمہاری خاطر جان بھی قربان کر سکتے ہیں ــ تم ہم سے باتیں کرو ــ بے شک جتنی چاہے باتیں کرو۔"

ماریا کہنے لگی :

"میں کب تم سے ناراض ہوں، میں کب کہتی ہوں کہ تم زبردستی مجھے خاموش رہنے کو کہتے ہو؟ ٹھیک ہے، مجبوری ہوتی ہے مگر آخر میں بھی انسان ہوں۔ کسی وقت منہ بند رکھے رکھے تنگ آجاتی ہوں۔"

عنبر نے کہا :

"اچھا بابا، اب جب کبھی ایسا موقع آیا تو میں تمہیں وہاں سے دور لے جا کر تم سے باتیں کر لیا کروں گا۔"

ماریا ہنس پڑی۔ ناگ نے کہا :

"شکر ہے۔ ماریا کا غصہ دور ہوا۔"

یونہی باتیں کرتے وہ اندھیرے میں ڈوبے خاموش شہر کی گلیوں میں سے گزرتے ایک بازار میں آگئے ــ بازار سنسان تھا۔ آسمان پر پو پھٹ رہی تھی ــ صبح ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا ــ دور کسی مندر میں گھنٹیاں بجنے لگی تھیں ــ بازار کی دکانیں بند تھیں ــ مکانوں پر اندھیرا چھایا تھا ــ ہر طرف گہری خاموشی تھی ــ عنبر اور ناگ ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ماریا کبھی ان کے آگے ہو جاتی اور کبھی ان کے پیچھے اور کبھی ساتھ ساتھ چلنے لگتی تھی ــ یہی وجہ تھی کہ انہیں کبھی تو ماریا کی خوشبو آگے سے آتی، کبھی پیچھے سے اور کبھی سامنے سے آنے لگتی۔ عنبر ماریا کو مذاق کرنے لگا تھا کہ اس نے ارادہ بدل لیا کہ وہ کہیں ناراض نہ ہو جائے ــ پہلے ہی بڑی مشکل سے اسے راضی کیا تھا۔

اب انہیں دور راجہ کے محل کی بارہ دریاں نظر آنے لگی تھیں ــ ان بارہ دریوں میں فانوس روشن تھے ــ وہ بازار کا موڑ گھومے تو ایک پہرے دار نے ان کا راستہ روک لیا۔

"کون ہو تم؟ اس وقت کیا کر رہے ہو یہاں؟"

عنبر نے ناگ کی طرف اور ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا :

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم مسافر ہیں — راجہ کا محل دیکھنے جا رہے ہیں۔"

پہریدار نے پھنکار کر کہا:

"راجہ کا محل دیکھنے جا رہے ہو کہ وہاں چوری کرنے جا رہے ہو، تم ڈاکو ہو۔"

اتنا کہہ کر پہرے دار نے تلوار نکال لی — عنبر نے ناگ سے کہا:

"بھائی اس کو بتا دو پھر کہ ہم کون ہیں — یہ بہت بے چین ہو رہا ہے۔"

ناگ نے پہریدار کی طرف دیکھا اور کہا:

"میاں، میں تو شیر ہوں۔"

اور یہ کہہ کر ناگ نے گہرا سانس لیا اور شیر بن گیا — اس نے جو دھاڑ ماری تو پہرے دار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر نیچے گر پڑی اور ساتھ ہی وہ خود بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا — ناگ پھر سے انسانی شکل میں آ گیا — وہ تینوں محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

شیر کی دھاڑ سُن کر اس علاقے کے کتے زور زور سے بھونکنے لگے۔ ایک آدمی نے کھڑکی کھول کر کہا:

"ارے پہرے دار، یہ شیر کی آواز کہاں سے آئی تھی؟"

مگر پہرے دار تو بے ہوش ہو چکا تھا — اس آدمی نے جلدی سے کھڑکی بند کر لی — عنبر، ناگ اور ماریا محل کے دروازے

پر پہنچ گئے تھے — محل کے دروازے پر بڑا زبردست پہرہ تھا۔ چھ سپاہی تیر کمان نیزے اور تلواریں لگائے کھڑے تھے۔ عنبر ناگ کو آگے بڑھتے دیکھ کر وہ ہوشیار ہو گئے —

"کون ہو تم؟" ایک نے پوچھا۔

عنبر نے کہا:

"ہم ملک نیپال سے راجہ کے نام ایک ضروری پیغام لے کر آئے ہیں — یہ پیغام نیپال کے راجہ نے دیا ہے۔"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نقلی ترشول اصلی سانپ

پہرے دار نے عنبر سے کہا کہ وہ مہمان خانے کی طرف چلے جائیں —

ایک سپاہی ان کے ساتھ کر دیا گیا، جس نے دونوں بلکہ تینوں کو شاہی مہمان خانے میں پہنچا دیا — یہاں آتے ہی عنبر نے ناگ سے کہا —

"اب تم کسی طریقے سے غدار وزیر کے سونے کے کمرے میں پہنچنے کی کوشش کرو — ماریا میرے ساتھ رہے گی ۔"

ماریا نے کہا :

" مگر میں اب زیادہ دیر خاموش نہیں رہوں گی ۔"

عنبر نے ہنس کر کہا :

" اچھا بابا، مت خاموش رہنا — تھوڑی دیر بعد تم سے بات کر لیا کروں گا"

ناگ نے کہا :

"ماریا پہلے تو تم ایسا نہیں کہا کرتی تھیں — اب کیا بات ہے :"

ماریا نے جواب دیا :

"شاید اس لیے کہ اب ہمارا واپسی کا سفر شروع ہے ۔"

عنبر کہنے لگا :

"ابھی تو چار ساڑھے چار ہزار سال کا سفر پڑا ہے ۔"

ماریا بولی :

"کوئی بات نہیں، لیکن ایک چیز ہے کہ واپسی کا سفر مجھے زیادہ دلچسپ معلوم ہو رہا ہے ۔"

ناگ نے کہا :

"یہ سفر اس لیے مختلف بھی ہے کہ ہم جس عہد میں داخل ہوتے ہیں، وہ ہم پہلے دیکھ چکے ہوتے ہیں — مثلاً جب ہم آج سے تین سو برس پہلے سلطان ٹیپو کے ملک میں تھے اور سلطان ٹیپو انگریزوں کے خلاف لڑ رہا تھا تو ہمیں معلوم تھا کہ سلطان کو اس جنگ میں شکست ہو گی — پھر جب ہم اس کے سپاہیوں کو زور شور سے لڑتے دیکھتے تھے تو ہمیں دُکھ ہوتا تھا — کیونکہ ہم جانتے تھے کہ یہ لوگ شکست کھا جائیں گے ۔"

ماریا نے کہا :

"اس سفر میں ایک نقص بھی ہے اور وہ یہ کہ ہم بعض چیزیں جانتے ہوئے بھی ان کو ظاہر نہیں کر سکتے — مثلاً ہم سلطان ٹیپو کو نہیں بتا سکتے تھے کہ اسے شکست ہو گی اور جب

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ آخری بار کھانا کھاتے ہوئے قلعے کی دیوار کے شگاف پر لڑنے گیا تھا تو یہ اُس کی زندگی کا آخری سفر تھا۔ مگر ہم اسے جانے سے نہیں روک سکتے تھے۔ کیونکہ اس طرح سے تاریخ کا سارا سلسلہ الٹ ہو جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ ساری کڑیاں بکھر جانے اور یوں ساری دنیا کے لوگوں کے تہس نہس ہو کر تباہ و برباد ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن پھر بھی دیکھے ہوئے واقعات کو پھر سے دیکھنا، گزرے ہوئے شہروں اور حالات سے دوبارا گزرنا بڑی دلچسپ چیز ہے۔"

ناگ بولا:

"بھائی دلچسپ صاحب، مجھے بتائیں میں جاؤں۔ وہ کوئی ہماری طرف بڑا سا بسنتی پگڑ باندھے چلا آرہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں ہاں، تم فوراً راجہ کے سونے کے کمرے میں پہنچو۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

اتنے میں ایک بسنتی پگڑی والا بھاری بھر کم آدمی عنبر کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ شاہ نیپال کی جانب سے وہ کیا پیام لایا ہے۔ عنبر نے کہا کہ وہ راجہ کو خود بیان کرنا چاہتا ہے،

کیونکہ پیغام بڑے راز کا ہے۔ بسنتی پگڑی والے نے عنبر کو ساتھ لیا اور راجہ کے خاص محل کے باغ میں آگیا۔

سورج نکل آیا تھا۔ راجہ یعنی غدّار وزیر باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے شاہی محافظوں کا ایک دستہ تھا۔ عنبر کو وزیر کے آگے پیش کیا گیا۔

درباری نے کہا:

"مہاراج، یہ نوجوان ہے جو شاہ نیپال کا آپ کے نام کوئی خاص پیغام لایا ہے۔"

غدّار وزیر نے ایک آنکھ اوپر چڑھا کر بڑے غرور اور نفرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور اس کے کندھے پر اپنی چھڑی ہلکی سی مار کر بولا:

"تم تو کوئی مجھے چور اچکے لگتے ہو۔ شاہ نیپال نے تمہیں کیسے بھیج دیا ہے۔ کیا تمہارے پاس شاہی دستاویز ہے؟"

"جی نہیں۔"

وزیر ایک دم غصے میں آگیا۔ اس نے چیخ کر درباری سے کہا:

"بدبخت حرام خور، اس اچکے کو یہاں کس لیے لے آئے ہو تم؟ لے جاؤ اور بند کردو اسے قید خانے میں۔"

اس سے پہلے کہ درباری اور سپاہی عنبر کو پکڑتے، عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے آگے ہو کر وزیر سے کہا:

"تمہاری نقلی ترشول کا ایک نسخہ لایا ہوں۔"

اتنا سننا تھا کہ وزیر کا رنگ زرد ہو گیا — وہ گھبرا سا گیا — اس نے درباریوں کو واپس بھجوا دیا اور عنبر کو ساتھ لے کر باغ میں پھولوں کی کیاریوں کے پاس جا کر بولا:

"تمہیں کس نے بتایا کہ ترشول نقلی ہے — تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر بولا:

"میں جانتا ہوں کہ ترشول نقلی ہے اور اصلی ترشول ٹوٹ چکا ہے۔"

غدار وزیر نے کہا:

"یہ بکواس ہے — آؤ میرے ساتھ، میں تم پر ثابت کر سکتا ہوں کہ میرے پاس اندر دیو کا دیا ہوا اصلی ترشول ہے۔"

راجہ نے عنبر کو ساتھ لیا اور اپنے سونے کے کمرے میں آ گیا — یہاں ناگ پہلے سے ہی پہنچ چکا تھا اور سانپ بن کر شاہی پلنگ کے نیچے چھپا ہوا تھا — وزیر نے طاق میں سے نقلی ترشول نکال کر عنبر سے کہا:

"یہ اصلی ترشول ہے اور میں ابھی تمہیں اس کی کرامت دکھاؤں گا تاکہ تمہیں یقین آ سکے۔"

وزیر نے ترشول کو ہوا میں بلند کر کے کہا:

"اے ترشول، اس نوجوان پر ثابت کر دے کہ تو اصلی ہے۔ اے ترشول کے سانپ باہر آ کر اس نوجوان کی گردن میں لپٹ جا۔"

اچانک ترشول کا سیاہ سانپ پلنگ کے نیچے سے نکل کر سامنے آ گیا — اس سانپ کو دیکھ کر وزیر کا حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا — اس نے تو عنبر پر رعب جمانے کی کوشش کی تھی اور سوچا تھا کہ جب سانپ نہیں آئے گا تو وہ اسے کوئی بہانہ بنا کر محل کی چھت پر لے جائے گا اور وہاں سے نیچے گرا کر ہلاک کر دے گا — کبھی کبھی یہ غدار وزیر لوگوں کو خود مار کر مزا لیا کرتا تھا — لیکن یہاں سچ مچ کا سانپ نکل آیا تھا اور سانپ بھی وزیر نے پہچان لیا — یہ وہی پرانے جادوئی ترشول کا سانپ تھا۔

وزیر نے سانپ کی طرف دیکھ کر غرور سے گردن اونچی کی اور کہا:

"اس نوجوان کو اوپر اٹھا کر ہوا میں ذرا ایک دو چکر دو تاکہ اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں — اس نے ہمارے ترشول پر شک کیا تھا۔"

سانپ نے عنبر کی طرف دیکھا — بھلا اب وہ پہلے والی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بات کہاں پیدا ہو سکتی تھی — سانپ نے عنبر کی طرف ایک بار پھر دیکھا اور ذرا آگے بڑھا — پھر رُک گیا اور اب وہ وزیر کی طرف بڑھنے لگا — وزیر نے سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو چیخ کر بولا :

" اے ترشول کے سانپ، اس طرف جا کر نوجوان کی گردن سے لپٹ جا — میری طرف کس لیے آ رہا ہے ؟"

عنبر نے کہا :

" اس کا جواب بھی تمہیں ابھی مل جاتا ہے ۔"

پھر اس نے ناگ سے کہا :

" ناگ اس کو بتا دو کہ تم اس کی طرف کیوں بڑھ رہے ہو ۔"

ناگ فوراً سانپ کی شکل بدل کر انسان کی شکل میں آ گیا — وزیر نے فوراً اسے پہچان لیا — یہ وہی ناگ تھا جو اصلی ترشول میں سے نکل کر اس کے حکم کی تعمیل کیا کرتا تھا۔ مگر اب اسے کیا ہو گیا تھا — اگر یہ اس کے پاس ترشول کے حکم سے آیا ہے تو پھر اس کی ہدایت پر عمل کیوں نہیں کرتا۔

اس نے ناگ سے کہا :

" تمہیں میرا حکم ماننا پڑے گا — اس نوجوان کو قتل کر دو ۔"

عنبر نے کہا :

" ناگ، کیا خیال ہے اس غدار کے بارے میں ؟ اسے ابھی اسی جگہ قتل کر دیں یا ذرا انتظار کر لیں ؟"

ناگ نے کہا :

" ذرا انتظار کر لیں — راجکماری کو بھی آ لینے دو ۔"

اتنا سُننا تھا کہ غدار وزیر کے تن بدن میں آگ لگ گئی — اس نے گرجدار آواز میں کہا :

" ان کو ابھی قتل کر دو ۔"

ذرا دُور کھڑے سپاہی راجہ کا حکم سُنتے ہی تلواریں لہراتے عنبر اور ناگ کی طرف بڑھے — ناگ ایک دم سے سیاہ باز بن کر ہوا میں اوپر اُڑ گیا —

عنبر نے وزیر سے کہا :

" غدار وزیر، میرا خیال تھا کہ میں تجھے معاف کر دوں گا اور راجکماری کرن سے بھی تیرے لیے معافی کی درخواست کر دوں گا۔ لیکن تو نے ثابت کر دیا ہے کہ دشمن آخر دشمن ہوتا ہے اور بچھو کو لاکھ دودھ اور شہد پلاؤ — وہ موقع ملتے ہی ڈنک مارنے کی کوشش کرے گا ۔"

عنبر نے ماریا سے کہا :

" ماریا، ان لوگوں کو وہیں روک دو ۔"

ماریا نے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کے آگے ایک لکڑی کا

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لٹھ اُٹھا کر پھینک دیا — سارے سپاہی منہ کے بل ایک دوسرے کے اوپر آن گرے۔

عنبر نے وزیر سے کہا:

"اب بھی وقت ہے راج گدی راجہ کی بیٹی راجکماری کرن کے حوالے کر دے — میں تیری جان بخشی کروا لوں گا — میں وعدہ کرتا ہوں۔"

وزیر نے تلوار سونت کر عنبر کی گردن پر بھرپور وار کیا۔ اس عرصے میں دوسرے سپاہی بھی آ کر عنبر پر تلواریں چلانے لگے — ان کی ساری تلواریں ایک ایک کرکے ٹوٹ گئیں، مگر عنبر کو ذرا سی خراش تک نہ آئی۔

اُس نے وزیر کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیا اب بھی تم نہیں مانو گے کہ میں اندر دیوتا کا خاص اوتار ہوں — اس کا خاص آدمی ہوں اور تمہیں اس دنیا میں سزا دینے آیا ہوں۔"

وزیر وہاں سے بھاگ کر محل میں چلا گیا — سپاہی دوسری تلواریں لینے کے لیے محل کی طرف بھاگے — اُن پر حیرانی بھی طاری تھی کہ آخر اس انسان پر اتنی تیز تلواروں کا اثر کیوں نہیں ہوا — انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ ضرور اس شخص نے کرتے کے نیچے لوہے کی زنجیروں والا لباس پہن رکھا ہے۔ وزیر بھی یہی

سمجھا تھا — راجہ نے محل میں آتے ہی سیناپتی بکرم سنگھ کو طلب کیا اور اُسے بتایا کہ دشمن کا خاص آدمی محل میں گھس آیا ہے اور اس وقت وہ شاہی باغ میں ہے — اس طرح کا اُس کا حلیہ ہے۔ اُسے فوراً ختم کر دیا جائے۔

سیناپتی نے سر جھکا کر کہا:

"ابھی اس کا سر قلم کرکے لاتا ہوں مہاراج۔"

سیناپتی نے اپنے ساتھ فوج کا ایک دستہ لیا اور باغ کی طرف بھاگا — ادھر عنبر اور ناگ ایک بارہ دری کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ انہیں اس قصے کو ختم کرنے کے لیے فوراً حملہ کرکے راجہ اور اس کے ساتھیوں کو اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیے — ماریا بھی ان کے پاس تھی اور وہ بھی یہی کہہ رہی تھی کہ غدار کو زیادہ ڈھیل نہیں دینی چاہیے — کہ اتنے میں محل کی طرف سے شور اُٹھا۔ انہوں نے دیکھا کہ سپاہیوں کا ایک پورا دستہ تلواریں لہراتا ان کی طرف نعرے لگاتا بھاگا چلا آ رہا ہے —

عنبر نے کہا:

"ماریا اور ناگ اپنا کام شروع کر دو۔ یہ گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا۔"

ناگ سیاہ باز بن کر اُڑ گیا — ماریا ایک طرف چلی گئی اور

Makhnoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بارہ دری کے چبوترے پر کھڑا ہوگیا — سپاہی بارہ دری کے قریب آئے تو سیناپتی بکرم سنگھ نے کہا:

"رُک جاؤ، اس کا سر میں خود قلم کروں گا۔"

عنبر مسکرایا، بولا:

بکرم سنگھ تم اپنی پگڑی تو سنبھالو۔ دیکھو وہ ہوا میں اڑ رہی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی سیاہ باز غوطہ مار کر آیا اور بکرم سنگھ کے سر پر سے پگڑی اتار کر لے گیا — اُس کے بال کھُل گئے۔ بکرم سنگھ سخت غصّے میں آکر بارہ دری کے چبوترے پر آگیا۔ اس نے تلوار کا بھرپور ہاتھ عنبر کی گردن پر مارا۔ عنبر کی گردن پر جُوں بھی نہ رینگی اور بکرم سنگھ کی تلوار دو ٹکڑے ہو گئی۔

عنبر نے کہا:

"اب میرا وار سنبھالو۔"

عنبر نے بکرم سنگھ کو کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف جھٹکا دیا۔ بکرم سنگھ دو قلابازیاں کھا کر نیچے گر پڑا — سپاہیوں نے عنبر پر تیروں کی بارش شروع کر دی — تیر عنبر کے جسم پر لگ کر دوہرے ہو ہو کر نیچے گر رہے تھے — سپاہیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ کچھ گھبرا گئے — چند ایک سپاہی ہمت کرکے

بارہ دری پر چڑھ آئے — بکرم سنگھ عنبر کے پاؤں کے تلے دبا ہوا پڑا تھا۔ اُس پر اتنا بوجھ تھا، جیسے وہ کسی بہت بڑے قلعے کے ستون کے نیچے آگیا ہو — عنبر نے ایک سپاہی کو پکڑ کر ہوا میں اچھال دیا۔ وہ سپاہی درختوں سے بھی اوپر اُڑتا ہوا چلا گیا، پھر جو فرش پر گرا تو اس کی ایک ایک پسلی ٹوٹ کر چور ہو گئی۔ ماریا نے باقی سپاہیوں کی گردنیں اُتارنا شروع کر دیں۔

بکرم سنگھ نے نیچے پڑے پڑے دیکھا کہ اس کے سپاہیوں کی گردنیں اپنے آپ کٹ کٹ کر نیچے گر رہی تھیں۔ وہ خوف کے مارے کانپنے لگا — عنبر نے اس کے اُوپر سے اپنا پاؤں اٹھا لیا اور بولا:

"بکرم سنگھ، اب بتاؤ — کیا مجھ سے مقابلہ کرو گے؟"

بکرم سنگھ ہاتھ باندھ کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ عنبر نے تلوار اُٹھا کر ایک ہی وار سے اس کی گردن قلم کر دی اور ماریا سے کہا:

"ماریا، غدار وزیر کے سونے کے کمرے میں چلو۔"

ناگ عنبر کے کندھے پر آکر بیٹھ گیا — سپاہی جو بچ گئے تھے، وہ جان بچا کر رفو چکر ہو گئے — عنبر، ناگ اور ماریا اب وزیر کی خواب گاہ کی طرف چلے — وزیر خواب گاہ سے ترشول لے کر اپنے جرنیلوں کی طرف جا چکا تھا — اس نے جرنیلوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو بلا کر کہا کہ دشمن محل میں گھس آیا ہے — فوج کو تیاری کا حکم دے دو — ایک جرنیل نے کہا:

"مہاراج، فوج کو ہم تیاری کا حکم دے دیں گے، مگر کیا آپ کے شاہی دستے نے محل میں آنے سے دشمن کو نہیں روکا؟ آپ کا جادو کا اندر دیوتا کا ترشول کہاں ہے؟ اس سے آپ نے مدد کیوں نہ لی —"

وزیر نے ترشول آگے کر کے کہا:

"میں تمہیں ابھی جلا کر بھسم کر دوں گا، فوراً فوج لے کر محل میں پہنچو۔"

جنگ کا بگل بج گیا — فوج محل میں داخل ہو گئی۔ اس وقت عنبر راجہ کے کمرے سے نکل رہا تھا — ناگ اس کے کندھے پر بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سامنے باغ میں فوج ہی فوج کھڑی ہے — اوپر جھروکے سے وزیر نے جھانک کر کہا:

"یہی وہ دشمن ہے۔ اسے ختم کر دو۔"

جرنیلوں نے تعجب سے عنبر کو اور پھر راجہ کو دیکھا اور کہا:

"مہاراج، کیا اس ایک لڑکے کے لیے آپ نے ریاست کی ساری فوج کو یہاں بلوا لیا ہے؟"

وزیر بولا:

"یہ بڑی طاقت والا جادوگر ہے — اس پر آگ کے

تیر پھینکو — جلدی کرو — نہیں تو یہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔"

عنبر نے ناگ سے کہا:

"اڑ جا ناگ، اگر کچھ کرنا چاہے تو بے شک میدان میں آ جانا؛ وگرنہ میں اکیلا ہی ان کے لیے کافی ہوں — ہاں تم ہرگز میدان میں مت آنا — بارہ دری میں جا کر ہمارا انتظار کرو۔"

جرنیلوں نے حملے کا بگل بجا دیا — سپاہیوں نے تیروں کی ایک باڑ عنبر پر ماری — ناگ اڑ گیا تھا — ایک سو نوکیلے اور سخت تیر عنبر کے سارے جسم پر آ کر لگے اور سارے کے سارے ٹیڑھے ہو کر نیچے گر پڑے — سپاہیوں نے دوسری باڑ ماری۔ اس کا بھی یہی حشر ہوا — عنبر نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور کہا:

"غدار وزیر کے نادان دوستو، پیچھے دیکھو۔"

سپاہیوں اور جرنیلوں نے پیچھے گھوم کر دیکھا تو خوف سے ان کے حلق خشک ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پہاڑ جتنا مست ہاتھی اپنے تیز نوکیلے دانت نکالے تباہ کر دینے والی سیاہ سونڈ لہراتا جھومتا جھامتا چنگھاڑتا سپاہیوں کو لتاڑتا اور سونڈ سے اٹھا کر چیرتا ہوا ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ سپاہی اٹھ دوڑے — وزیر جھروکے میں کھڑا یہ سارا خونی کھیل دیکھ

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا۔ اُس نے جرنیلوں سے کہا:

"یہ جادو کا ہاتھی ہے۔ اس پر آگ پھینکو۔"

باقی سپاہیوں نے آگ لگا کر تیر ہاتھی پر پھینکے۔ ہاتھی ایک بہت بڑی سمندری وہیل مچھلی بن گیا جس کے سر میں سے پانی کا بہت بڑا فوارہ بلند ہو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر سپاہیوں کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ انہوں نے ہتھیار پھینکے اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف چار جرنیل باقی رہ گئے۔ عنبر نے اُونچی آواز میں ناگ سے کہا:

"ناگ میرے پاس واپس آ جا۔"

وہیل مچھلی ایک دم سے غائب ہو گئی اور ناگ باز بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر وہ عنبر کے سر کے اوپر آ کر منڈلانے لگا۔ جرنیل اندر سے ڈر گئے تھے۔ اس قسم کا جادو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ صرف اپنے جھوٹے غرور کو قائم رکھنے کے لیے وہاں کھڑے تھے۔

عنبر بارہ دری سے اُتر کر جرنیلوں کی طرف بڑھا۔ اُن کے قریب جا کر اُس نے کہا۔

"تم لوگ خوب جانتے ہو کہ غدار وزیر نے اصلی راجہ کو اس کی رانی سمیت قتل کر کے راج گدی پر قبضہ کر لیا تھا۔ راجکماری کو قید میں ڈال دیا تھا۔ پھر تم اس کے وفادار کیوں بنے ہوئے؟

تم لوگوں نے انصاف کی آواز کیوں نہ بلند کی؟"

ایک جرنیل نے کہا:

"ہم لالچ میں آ گئے تھے۔ اب ہم اپنے کیے پر شرمندہ ہیں۔"

دوسرا جرنیل بولا:

"لیکن راجہ رانی مر چکے ہیں اور راجکماری کا کوئی پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اب ہم تخت کس کے حوالے کر سکتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"راجکماری زندہ ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ ہم اس کا تخت واپس دلانے یہاں آئے ہیں۔"

جرنیلوں نے کہا:

"ہم راجکماری کو ریاست کی مہارانی تسلیم کرتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ جاؤ۔"

ایک جرنیل نے کہا:

"غدار وزیر کی کیا سزا ہو گی؟"

عنبر نے کہا:

"اس کو میں خود سزا دوں گا۔"

عنبر نے ماریا اور ناگ کو فوراً حویلی کی جانب روانہ کر دیا تاکہ وہ راجکماری اور کنیز کو واپس محل میں لے آئے اور خود

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غدار وزیر کی تلاش میں محل کے اندر آ گیا — محل کے باغ میں جگہ جگہ سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں — محل خالی خالی تھا — عنبر نے محل کا ایک ایک کمرہ چھان مارا — مگر وزیر اُسے کہیں نہ ملا۔

اتنے میں راجکماری اور کنیز محل میں داخل ہوئیں۔ جرنیلوں اور سپاہیوں نے نعرے لگا کر راجکماری کا استقبال کیا — ٹھاکر مان سنگھ راجکماری کے ساتھ تھا — وہ یہ دیکھ کر حیرت سے دنگ رہ گیا کہ جن لڑکوں کو وہ چور اچکے سمجھ رہا تھا انہوں نے سارے محل پر قبضہ کر رکھا تھا — اور اتنی بڑی فوج کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا تھا — جرنیل عنبر اور ناگ کے آگے سر جھکائے کھڑے تھے — راجکماری نے آگے بڑھ کر عنبر اور ناگ کے ہاتھ باری باری چوم کر ادب و احترام سے اپنی آنکھوں سے لگائے — عنبر نے راجکماری کے سر پر سونے کا تاج رکھا اور اس کے مہارانی ہونے کا اعلان کر دیا —

سارے جرنیلوں اور منتریوں نے "جے مہارانی ماتا" کے نعرے لگائے — راجکماری نے اپنی کنیز کو اپنی مہامنتری یعنی وزیر اعظم بنا لیا۔ اس نے عنبر سے پوچھا :

"ہمارا اصلی دشمن اور میرے ماں باپ کا قاتل وزیر کہاں ہے ؟"

عنبر نے کہا :

"وہ کہیں فرار ہو گیا ہے — محل میں اُسے جگہ جگہ تلاش کیا وہ کہیں نہیں ملا"

راجکماری نے کہا :

"اس محل کے نیچے سے ایک خفیہ سُرنگ دریا پار چلی گئی ہے — وہ ضرور اس سُرنگ میں سے فرار ہوا ہو گا"

ناگ نے کہا :

"میں اُس کی لاش لے کر آتا ہوں — وہ میرا شکار ہے۔ مجھے سُرنگ کا راستہ بتایا جائے"

راجکماری نے ناگ کو ساتھ لیا اور محل کی ایک سہ دری کی سیڑھیاں اتر کر نہانے کے گرم حمام میں آ گئی — یہاں ایک راستہ سُرنگ کے اندر جاتا تھا — راجکماری نے کہا :

"یہی وہ سُرنگ ہے جس میں سے میرے ماں باپ کا قاتل بھاگا ہو گا — میں یہاں زمین پر اس کے گھوڑے کے سموں کے نشان دیکھ رہی ہوں"

ناگ نے کہا :

"وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا — وہ جہاں بھی ہو گا، میں اسے جا پکڑوں گا — اب تم جاؤ"

راجکماری چلی گئی۔ عنبر نے دربار لگا کر اس کی تاجپوشی کی اور ناگ سُرنگ کے اندر کافی آگے نکل گیا تھا — سُرنگ

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کافی اونچی اور چوڑی تھی — اس میں سے دو گھوڑ سوار ساتھ ساتھ دوڑ سکتے تھے — ناگ کچھ دور تک تو سرنگ میں پیدل چلتا گیا۔ سرنگ میں اندھیرا تھا — پھر اس نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی کہ شاید اسے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دے جائے۔ مگر سرنگ میں دور دور تک کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ سرنگ کی دیواروں سے پانی ٹپک رہا تھا اور اندر ٹھنڈک تھی۔ ناگ نے سوچا کہ کہیں اس طرح اس کا شکار ہاتھ سے نہ نکل جائے — اسے اڑ کر جانا چاہیے — ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور اسی وقت ایک سیاہ باز بن کر سرنگ کے اندر اڑنے لگا — وہ بڑی تیزی سے سامنے کے رخ اڑا جا رہا تھا — سرنگ کافی دور تک پھیلی ہوئی تھی — آگے جا کر وہ ایک طرف گھوم گئی۔ یہاں سے گھومتے ہی ناگ کو ایسی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی دریا بہہ رہا ہو۔ وہ اڑتے اڑتے زمین پر اتر آیا یہ آواز سرنگ کی چھت کے اوپر سے آ رہی تھی — شاں شاں کی آواز تھی — وہ سمجھ گیا۔ دریا سرنگ کے اوپر بہہ رہا تھا۔ ناگ اس وقت سرنگ میں دریا کے نیچے سے گزر رہا تھا۔

ناگ نے پھر آگے کی طرف اڑنا شروع کر دیا — سرنگ میں روشنی ہونے لگی — یہ روشنی سرنگ کے آخری کنارے سے آ رہی تھی — جب ناگ وہاں پہنچا تو اس نے اپنے آپ کو سرنگ

کے باہر ایک جنگل میں پایا — وہ اڑ کر درختوں کے اوپر آ گیا۔ ایک جانب دریا بہہ رہا تھا — سرنگ نے اسے دریا پار پہنچا دیا تھا — غدار وزیر بھی اسی سرنگ سے نکل کر بھاگا تھا۔ وہ کہاں چلا گیا تھا؟ ناگ نے سوچا، اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا — ناگ غوطہ مار کر فضا میں اڑنے لگا — کافی ادھر ادھر اڑنے اور تلاش کرنے کے بعد آخر ناگ نے مکار وزیر کو دیکھ لیا — وہ ایک گھوڑے پر شاہی خزانے کا صندوق لادے دوسرے گھوڑے پر خود بیٹھا دو سپاہیوں کے ساتھ نیپال کے جنگلوں کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ ناگ مسکرا دیا اور اپنے شکار کی طرف غوطہ مار کر نیچے اترنے لگا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے کا مقبرہ

غدار وزیر خزانہ گھوڑے پر لادے چلا جا رہا تھا۔

دو سپاہی خزانے کی حفاظت کے لیے گھوڑے کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ وزیر نے دیکھا کہ ایک سیاہ عقاب اس کے اوپر گردش کر رہا ہے۔ پہلے تو اُس نے کوئی خیال نہ کیا لیکن جب عقاب نے اُس پر غوطہ مارا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹا اور سپاہیوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے کمانوں میں تیر جوڑ کر عقاب پر چلائے۔ تیر عقاب کے قریب سے نکل گئے۔ ناگ نے غوطہ لگایا اور درختوں میں آ کر گم ہو گیا۔ وزیر نے اطمینان کا سانس لیا۔ خزانے کے صندوق کو لالچی نظروں سے دیکھا، مسکرایا اور گھوڑے کو آگے بڑھایا۔ اب دونوں سپاہی اس کے آگے آگے جا رہے تھے۔ درمیان میں خزانے کے صندوق والا گھوڑا تھا۔

کے پاس جو سانپ کا مہرہ ہوتا تھا اور جسے منہ میں رکھ کر وہ غائب ہو کر اُڑنے لگتا تھا، وہ کہیں گم ہو چکا

تھا۔ ناگ عقاب کی شکل میں درخت سے نیچے آ گیا اور اُس نے ایک سانپ کی شکل تبدیل کر لی اور درختوں کے پیچھے سے رینگتا غدار وزیر کی طرف آیا۔

سپاہی جو آگے آگے گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے انہیں جنگل کے اس خطرناک راستے کا علم نہیں تھا۔ ان کے آگے زمین پر گہرے سبز رنگ کی لمبی گھاس اُگی تھی۔ جوں ہی انہوں نے گھاس میں گھوڑے ڈالے۔ وہ گھٹنوں تک اس کے اندر گھس گئے۔ خزانے والا گھوڑا بھی بے خیالی میں ان کے پیچھے گھاس میں دھنس گیا۔ سپاہیوں کی چیخیں نکل گئیں، کیونکہ یہ ایک بڑی ہی خطرناک دلدل تھی اور اس کے اندر ایسے سانپ رہتے تھے جو انسان کو ڈستے نہیں تھے۔ کیونکہ ان کے اندر زہر نہیں تھا بلکہ وہ انسان اور جانور کے جسم کے گرد رسی کی طرح لپٹ کر اس کے جسم کے نازک حصوں کا گوشت کھاتے تھے۔

سپاہی دلدل میں دھنسے تو دلدل میں سے بے شمار سیاہ دلدلی آدم خور سانپ نکل کر اُن کے جسموں سے رسی کی طرح لپٹ گئے اور ان کی آنکھوں اور ہونٹوں اور کانوں کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ سانپوں نے انہیں اس بُری طرح سے جکڑ رکھا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی نہیں ہل سکتے تھے۔ گھوڑوں کے ساتھ بھی سانپ لپٹے ہوئے تھے اور ان کی آنکھوں

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہونٹوں اور کانوں کا گوشت کھا رہے تھے — دلدل آہستہ آہستہ انہیں اپنے اندر کھینچ رہی تھی — غدار وزیر نے جب یہ بھیانک نظر دیکھا تو خوف سے زرد ہو گیا — اسے انسانوں کی نہیں اپنے خزانے کی فکر تھی - وہ گھوڑے کو آگے بڑھاتے بڑھاتے رُک گیا کہ کہیں وہ بھی دلدل میں نہ گر پڑے ۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا خزانہ گھوڑے سمیت دلدل میں غائب ہو رہا تھا — گھوڑے کا گوشت کالے سانپوں نے آدھے سے زیادہ کھا لیا تھا، کیونکہ گھوڑے کو ہزاروں آدمخور سانپ چمٹے ہوئے تھے —

سپاہیوں کی چیخیں بند ہو گئی تھیں — ان کے جسموں سے لپٹے ہوئے سینکڑوں سانپوں نے ان کے ہونٹ کھا لیے تھے — کان اور آنکھیں کھا لی تھیں اور اب ان کی گردنوں کو کھا رہے تھے ۔ دیکھتے دیکھتے دونوں سپاہی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئے، جن کے ساتھ سانپ لپٹے ہوئے تھے — خزانے کے صندوق والا گھوڑا وزیر کی آنکھوں کے سامنے دلدل میں گُم ہو گیا — غدار وزیر روتا پیٹتا رہ گیا، وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا — سپاہی بھی گھوڑوں سمیت دلدل میں غائب ہو چکے تھے — دلدل تین گھوڑوں دو سپاہیوں کو ہڑپ کرنے کے بعد خاموش تھی ۔ وزیر سر پکڑ کر خزانے کی قبر پر بیٹھا آنسو بہاتا رہا — ناگ درخت کی شاخ سے لپٹا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا — دلدل کے سانپ کیچڑ کے اندر غائب ہو گئے

تھے —

غدار وزیر اکیلا رہ گیا تھا — جونہی وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا — اچانک ایک درخت پر سے بہت بڑی ہاتھی کی سونڈ جتنی موٹی جونک دھپ سے غدار وزیر کی گردن پر گری اور اسے اپنے ساتھ گھوڑے سے نیچے گرا دیا — جونک نے وزیر کی گردن کو اپنی لپیٹ میں لے کر اپنا منہ وزیر کے پھولے ہوئے گال پر رکھ کر بڑی تیزی سے اُس کا خون پینا شروع کر دیا — وزیر تڑپ رہا تھا — ہاتھ پاؤں مار رہا تھا — جونک کو اپنی گردن سے اُتارنے کی کوشش کر رہا تھا مگر جونک اس کی گردن کے ساتھ چپک کر رہ گئی تھی اور بڑے بڑے گھونٹ اس کے خون کے پی رہی تھی — خون پینے کے ساتھ ساتھ وہ پھُولتی جا رہی تھی —

وزیر پر کمزوری چھا رہی تھی اور اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو رہے تھے ۔ اس میں جان ختم ہو رہی تھی — جونک پھُول کر کپّا بن گئی تھی — ناگ کے دیکھتے دیکھتے جونک نے وزیر کے جسم کا سارا خون پی لیا اور پھر وزیر کے مُردہ جسم کو چھوڑ دیا — جونک پھُول کر ہاتھی کی ٹانگ کے برابر ہو گئی تھی — ناگ نے اس قسم کی جونک پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی — اس کا دشمن اپنے بُرے انجام کو پہنچ چکا تھا — ناگ عقاب بن کر اُوپر کو اُڑ گیا —

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محل میں اُس کا انتظار ہو رہا تھا — ناگ نے انسانی شکل میں آکر راجکماری اور ٹھاکر مان سنگھ اور عنبر ماریا کو بتایا کہ وزیر اور سپاہیوں پر کیا گزر چکی ہے۔

اسی روز راجکماری کی سرکاری طور پر تاجپوشی ہوئی اور وہ راج گدی پر بیٹھ گئی — اس نے عنبر اور ناگ کو خاص طور پر اپنے محل میں رہنے کے لیے کہا — لیکن عنبر بولا:

"ہم سیاح ہیں — ہمارا کام ہی سفر کرنا ہے۔ ہم ایک جگہ زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے —

راجکماری نے پوچھا:

"آپ کی منزل کہاں ہے — آپ کس طرف سفر کر رہے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"ہم تاریخ میں پیچھے کی طرف سفر کر رہے ہیں جبکہ لوگ آگے کی طرف سفر کرتے ہیں"

راجکماری اور ٹھاکر مان سنگھ نے ایک دوسرے کی طرف حیرانی سے دیکھا — کنیز نے، جو اب راجکماری کی وزیر بن چکی تھی، راجکماری کے کان میں کہا:

"مہارانی جی، یہ آدمی ابھی تک جادو کے اثر میں ہے"

"ہاں، ایسا ہی لگتا ہے" راجکماری نے کہا۔

پھر اس نے عنبر سے کہا:

"کیا آپ کچھ روز میرے مہمان بن کر محل میں نہیں رہیں گے؟ مجھے آپ لوگوں کی خدمت کر کے دلی خوشی ہوگی، کیونکہ اگر آپ لوگوں کی مدد میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں کبھی اس تخت پر نہیں بیٹھ سکتی تھی"

عنبر نے کہا:

"شکریہ راجکماری — لیکن ہمیں ابھی بہت دور — بہت دور جانا ہے۔ ناگ نے ٹھیک کہا تھا — ہماری منزل تاریخ اور ماضی کے دھندلکوں میں چھپی ہوئی ہے — اب ہمیں اجازت دیجیے"

راجکماری نے کہا:

"کاش میں آپ کو کچھ دن کے لیے روک سکتی — اچھا زندگی رہی تو پھر ضرور ملاقات ہوگی —"

اچانک ماریا بول پڑی:

"ہماری تو زندگی رہے گی — تمہاری زندگی ختم ہو جائے گی"

راجکماری نے جو وہاں ایک اجنبی عورت کی آواز سنی تو چونک پڑی — وہاں دوسرے لوگ بھی چونک اٹھے تھے۔ ٹھاکر مان سنگھ نے راجکماری سے کہا:

"یہ عورت کی آواز کہاں سے آئی؟"

ماریا نے کہا:

"میں بول رہی ہوں ٹھاکر جی، آپ کی نانی جان کی روح"

ٹھاکر مان سنگھ ایک بہادر سپاہی تھا، مگر نانی جان کی روح کی

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز سُن کر وہ دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا — عنبر اور ناگ نے ماریا سے کہا :

"کیا کر رہی ہو تم ماریا ؟"

ماریا نے کہا

"میں اتنی دیر خاموش نہیں رہ سکتی — میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا، اب میں تنگ آ جاتی ہوں چُپ رہ رہ کر ۔"

عنبر نے جلدی سے راجکماری سے کہا :

"اچھا راجکماری جی، خدا حافظ، پھر ملیں گے :"

ناگ نے بھی راجکماری کو ادب سے سلام کیا — کنیز کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری اور عنبر کے ساتھ دریا سے باہر نکل گیا — کنیز نے راجکماری سے کہا :

"میں نہ کہتی تھی کہ یہ لوگ جادوگر ہی نہیں بلکہ جن بھوت ہیں — یہی ناگ عورت کی آواز میں بول رہا تھا۔"

راجکماری نے کہا :

"کیا یہ کوئی غیبی عورت نہیں تھی ؟"

کنیز نے کہا :

"غیبی عورت بھلا یہاں کہاں سے آ سکتی ہے ؟"

ماریا ابھی تک وہیں کھڑی تھی — اس نے کنیز کی چٹیا پکڑ کر اسے زور سے پیچھے کھینچا — وہ گر پڑی — ماریا نے کہا :

"میں غیبی عورت نہیں ہوں تو کیا تیری خالہ جان ہوں ؟"

اب کنیز بھی بے ہوش ہو چکی تھی —

ماریا تیزی سے راجکماری کے دربار سے نکل گئی —

باہر آ کر وہ عنبر اور ناگ کے ساتھ مل گئی — عنبر کچھ ناراض تھا — اس نے کہا :

"ماریا، تمہیں اس طرح غیر ذمہ داری سے کام نہیں لینا چاہیے — اس طریقے سے ہمیں آگے چل کر نقصان بھی پہنچ سکتا ہے ۔"

ماریا نے کہا :

"میں کیا کروں — چپ رہ رہ کر میرا دل گھبرانے لگتا ہے۔ میں اب زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکتی ۔"

ناگ نے کہا :

"ماریا بہن، تمہیں اپنے دل پر قابو پانا چاہیے۔ یہ بہت ضروری ہے ۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا — وہ ناراض ہو گئی تھی۔ ناگ اور عنبر نے اسے منانا شروع کر دیا، مگر ماریا خاموش رہی — عنبر نے کہا :

"ماریا بہن، بھئی اب تو خاموش نہ رہو۔ اب بے شک ہمارے ساتھ دل کھول کر باتیں کرو ۔"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے ناراضی سے کہا:

"اب میں تم سے نہیں بولوں گی۔"

اس پر عنبر اور ناگ ہنس پڑے۔ ناگ نے کہا:

"بھئی تم ایک ہی تو ہماری پیاری پیاری بہن ہو۔ ہمیں تم سے بے حد پیار ہے اور پھر ہمارا ساتھ بھی تو ہزاروں سال کا ہے اور ابھی ہزاروں سال تک ایک دوسرے کے ساتھ سفر کرنا ہے۔"

عنبر نے ماریا کو پیار سے کہا:

"نا بھئی ماریا بہن، ہم سے ناراض مت ہوا کرو۔ چلو ہم تم سے معافی مانگتے ہیں۔"

ماریا ہنس پڑی۔ عنبر اور ناگ بڑے خوش ہو گئے۔

تینوں بہن بھائی، صدیوں کے دوست گھوڑوں پر سفر کرتے کرتے ریاست باغپت کی سرحد سے باہر نکل آئے۔ آگے میدانی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ شام تک گھوڑوں پر سفر کرتے رہے۔ رات کو انہوں نے جنگل میں ایک جگہ قیام کیا۔ صبح اٹھ کر پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ اسی طرح پندرہ دن تک سفر کرتے رہنے کے بعد وہ ہندوستان کے مغربی کنارے پر پہنچ گئے۔ یہاں انہیں ایک ریت کا میدان نظر آیا، جہاں گرم ہوا چل رہی تھی اور کھجور کے درخت ہرا رہے تھے ان درختوں میں ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔

وہ چشمے کے کنارے آ کر گھوڑوں سے اتر گئے۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے اس چشمے میں نہانا چاہیے۔"

"اچھا خیال ہے۔" ناگ بولا: "ماریا تمہارا کیا خیال ہے؟"

ماریا نے کہا:

"مجھے نہانے کی ضرورت نہیں ہے، پھر بھی اگر تم چشمے میں اترو گے تو میں بھی غسل کر لوں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میں تو چشمے میں جا رہا ہوں۔"

عنبر نے چشمے میں چھلانگ لگا دی اور تیرنے لگا۔

"ارے بڑا ٹھنڈا پانی ہے، مزا آ گیا۔"

ناگ نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔

ماریا بولی:

"تم پہلے نہا لو، میں بعد میں نہاؤں گی۔"

"تمہاری مرضی۔" عنبر نے کہا۔

دونوں پانی میں تیرتے اور نہاتے رہے۔ کبھی ڈبکی لگاتے اور کبھی پانی کے اوپر آ کر مچھلی کی طرح تیرنے لگتے۔ ایک بار جو عنبر نے غوطہ لگایا تو کافی دیر پانی میں لگا دی۔

ماریا نے کہا:

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عنبر پانی کے نیچے کیا کر رہا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"نیچے جا کر دیکھتا ہوں۔"

ناگ نے بھی پانی میں ڈبکی لگا دی — ماریا چشمے کے کنارے پر بیٹھی ان دونوں کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی — ایک منٹ، دو منٹ، تین منٹ — پانچ منٹ گزر گئے اور دونوں میں سے کوئی باہر نہ نکلا — اب تو ماریا پریشان ہو گئی — اس نے بھی چشمے میں چھلانگ لگا دی اور ڈبکی لگا کر پانی کے اندر عنبر اور ناگ کی تلاش شروع کی — پانی نیچے تک صاف اور شفاف تھا۔ پانی کی تہہ میں کنکریاں تک نظر آنے لگی تھیں، مگر عنبر اور ناگ کہیں نہیں تھا — ماریا پریشان ہو کر چشمے سے باہر نکل آئی — عنبر اور ناگ چشمے کے پانی میں غائب ہو چکے تھے۔

ماریا کنارے پر بیٹھی انہیں آوازیں دیتی رہی — کبھی اداس ہو کر رونے لگتی کہ اس کے بھائی کہاں چلے گئے — جب اسے چشمے پر بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی تو اسے یقین ہو گیا کہ عنبر اور ناگ تاریخ میں آگے کی طرف نکل گئے ہیں اور اب قسمت سے ہی ان سے ملاقات ہو گی — وہ بوجھل دل کے ساتھ اٹھی — عنبر اور ناگ کے گھوڑوں کو کھول کر چھوڑ دیا — خود گھوڑے پر سوار ہوئی اور ایک طرف روانہ ہو گئی — اسے خود نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں اور

کس طرف جا رہی ہے — گھوڑا صحرا میں دوڑتا جا رہا تھا — اگر کوئی دوسرا آدمی دیکھتا تو اسے یہی نظر آتا کہ ایک خالی گھوڑا بھاگا جا رہا ہے —

صحرا میں شام ہو گئی اور سنہری روشنی پھیل گئی — ماریا گھوڑے پر سوار چلی جا رہی تھی —

Makhmoor

آسیبی رات

ماریا کو عنبر اور ناگ کی تلاش تھی اور وہ دونوں تاریخ کے غاروں میں نہ جانے کہاں جا کر گم ہو چکے تھے۔

کئی روز تک چلتے رہنے کے بعد وہ دریائے سندھ پر آ گئی۔ یہاں ایک بادبانی جہاز کھڑا تھا۔ مسافر اس میں سوار ہو رہے تھے۔ اُسے معلوم ہوا کہ یہ جہاز بصرے جا رہا ہے۔ ماریا اس پر سوار ہو گئی۔ وہ ہندوستان چھوڑ دینا چاہتی تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اس کے دونوں بھائی اس ملک میں اب نہیں ہیں۔

جہاز پر جب سارے مسافر پورے ہو گئے تو اس نے لنگر اُٹھا دیا اور بصرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

***

چشمے میں ڈبکی لگانے کے بعد عنبر نے جب اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ نہ وہ جنگل تھا

اور نہ وہاں کوئی چشمہ تھا اور نہ ناگ اور ماریا کی خوشبو تھی۔ دنیا ہی بدل گئی تھی۔ ملک ہی بدل گیا تھا۔ وہ ایک ایسے دریا کے اینٹوں کے پُرانے پل پر کھڑا تھا جس پر سردی کی وجہ سے دھند چھائی ہوئی تھی۔ دن ڈوب رہا تھا۔ موسم ٹھنڈا تھا۔ سورج کو دھند نے چھپا رکھا تھا۔ اُس نے اردگرد نگاہ دوڑائی۔ پُل پر سے پتھروں کی بنی ہوئی اونچی نیچی سڑک شہر کی طرف جا رہی تھی۔ دُور سے شہر کی فصیل دُھند میں سے اُبھری نظر آتی تھی۔ ایک بگھی پل پر آئی اور عنبر کے قریب سے گزر گئی۔ بگھی میں ایک گول پھولدار ہیٹ والی گوری میم بیٹھی تھی، جس کے پاس پر ریشمی جھالریں لگی تھیں۔ اس نے سمور کا گلوبند گردن کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔

عنبر سمجھ گیا کہ وقت ایک بار پھر تبدیل ہو کر آگے کی طرف — بلکہ پیچھے کی طرف نکل گیا ہے اور وہ ہندوستان سے کسی یورپ کے ملک میں آ گیا ہے۔ ایک آدمی سیڑھی لے کر آیا۔ کھمبے کے ساتھ سیڑھی لگا کر اوپر چڑھا اور اس نے تیل کا لیمپ روشن کر دیا۔ دھند کی وجہ سے پُل اور شہر کے لیمپ وقت سے پہلے روشن ہو رہے تھے۔

عنبر نے آگے بڑھ کر لیمپ جلانے والے سے انگریزی میں پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیمپ والا کندھے اُچکا کر بولا :

"نو انگلیسی — فرانشی ۔ فرانسوا....."

عنبر ایک دم سے سمجھ گیا کہ وہ ملک فرانس کے شہر میں ہے — اس نے فرانسیسی زبان میں پوچھا :

"اس شہر کا نام کیا ہے ؟"

لیمپ والے نے مسکرا کر کہا :

"پیرس — موسیو، پیرس"

عنبر نے ایک گہرا سانس لیا — پیرس میں وہ پہلے بھی آیا تھا، جب وہ آگے کی طرف سفر کر رہا تھا — وہ لوئی چودھویں کا زمانہ تھا — اب خدا جانے کس بادشاہ کی حکومت تھی فرانس پر — اس نے لیمپ والے یہ سوال پوچھا تو اس نے آنکھ مار کر کہا :

"تم باغی انقلابی ہو؟ میں بھی انقلابی ہوں۔ لوئی سولھویں کے خلاف انقلاب شروع ہونے والا ہے ۔"

اتنا کہہ کر لیمپ جلانے والا تیزی سے غائب ہوگیا۔ عنبر کو معلوم ہوگیا تھا کہ یہ فرانس کے بادشاہ لوئی سولھویں کا عہد حکومت تھا۔ اس عہد حکومت میں فرانس میں خونی انقلاب آیا تھا، جس میں لاکھوں قصوروار اور بے گناہ انسان مارے گئے تھے ۔ پیری اس انقلاب کا ہیرو تھا جو بعد میں خود بھی ظلم کرنے لگا تھا۔ اس کے ایک اشارے پر سینکڑوں آدمیوں اور عورتوں کے

گلے گلوٹین کی مشین سے کاٹ دیے جاتے تھے ۔ سب سے پہلے فرانس کے بادشاہ کا گلا کاٹا گیا — پھر فرانس کی ملکہ کا گلا کاٹا گیا — اس کے بعد شاہی خاندان کی شہزادیوں اور شہزادوں کے گلے کاٹے گئے — پیری جسے چاہتا مروا دیتا تھا، لیکن وہ بھی نہ بچ سکا — ایک دوسرا شخص اوپر آگیا اور اس نے پیری کا سر گلوٹین کی مشین میں رکھ کر کٹوا دیا — جب پیری گلوٹین کی طرف جا رہا تھا تو اس نے اپنے قاتل کی طرف دیکھ کر کہا تھا:

"تم بھی میرے پیچھے پیچھے آرہے ہو ۔"

اس وقت شمالی افریقہ کے ملک تابخیر پر فرانس کا قبضہ تھا اور فرانس کے قلعے کی سب سے بڑی جیل لبسٹائیل میں ملک تابخیر کا انقلابی مسلمان لیڈر ابوحمزہ قید تھا اور عمر قید کی سزا بھگت رہا تھا — ابوحمزہ نے اپنے ملک سے فرانس والوں کو نکال باہر کرنے کی تحریک چلائی تھی — فرانس کے بادشاہ نے اسے پکڑ کر قلعے میں قید کر دیا — وہ اسے اذیت دے دے کر ہلاک کرنا چاہتا تھا کہ ملک میں انقلاب کی آگ بھڑک اٹھی — اس کے بعد کیا ہوا؟ وہ ہم آپ کو آگے چل کر بتائیں گے —

اسی قسم کی باتیں سوچتا عنبر شہر پیرس میں داخل ہوگیا۔ آج سے چار سو برس پہلے کا پیرس معمولی سا گندہ اور گنجان شہر تھا۔ جس کے تنگ و تاریک گلی کوچوں میں لوگ جانوروں کی طرح

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زندگی بسر کرتے تھے — صرف شہر سے باہر امیر لوگ حویلیوں میں رہتے تھے اور شاہی محل میں شاہی خاندان عیش کرتا تھا۔ لوگ بھوک سے مر رہے تھے اور بادشاہ کو ان سے کوئی ہمدردی نہیں تھی — بادشاہ کے محل میں عیش و عشرت کے فانوس جگمگاتے اور غریبوں کے جھونپڑوں میں چراغ بھی روشن نہ ہوتے تھے۔ عنبر کو ماریا اور ناگ کی تلاش بھی تھی — وہ انہیں بھی لوگوں میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا —

لوگ سڑکوں پر لمبے اونچے ہیٹ رکھے چھڑیاں گھماتے بازاروں میں سے گزر رہے تھے — عنبر کا لباس عربوں جیسا تھا۔ کئی لوگ رُک کر اسے تکنے لگتے تھے —

عنبر نے سوچا کہ سب سے پہلے تو اپنا لباس بدل ڈالنا چاہیے — دکانیں بڑی پرانی طرز کی تھیں — عورتیں لمبے لمبے پھولے ہوئے گاؤن پہنے ہاتھوں میں نازک چھتریاں لیے چل پھر رہی تھیں — سڑک پر سوائے گھوڑا گاڑی یعنی بگھی کے اور کوئی سواری گزرتی دکھائی نہیں دیتی تھی — ایک دکان کے بند شیشوں پر فرانسیسی میں لکھا تھا —

"پوشاک زنانہ، مردانہ"

عنبر دکان کے اندر چلا گیا — وہ اسی ملک اور اسی زمانے کا لباس پہننا چاہتا تھا۔ اُس نے ایک سُوٹ پسند کیا اور جیب میں سے سونے کی ایک اشرفی نکال کر دکاندار کو دی — عنبر کے پاس اس کے سوا اور کوئی سکہ نہیں تھا — دکاندار نے سونے کی اشرفی دیکھی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں، کیونکہ اس زمانے کے فرانس میں سونے کا سکہ کسی بڑے امیر کاؤنٹ کے پاس ہی ہوتا تھا — کاؤنٹ اس جاگیردار کو کہتے تھے جو ایک اپنے چھوٹے سے قلعے میں رہتا تھا —

عنبر نے کہا:

"میرے پاس یہی ایک خاندانی یادگار سکہ رہ گیا تھا۔ اسے لے لیجیے"

دکاندار نے کپڑوں کے پیسے کاٹ کر عنبر کو باقی فرانک دیے اور شکریہ ادا کیا — عنبر نے دکان کے ایک کیبن میں جاکر کپڑے تبدیل کیے — گلے میں سرخ رومال باندھا — گرم لمبا فر والا کوٹ پہنا — سر پر اونچا ہیٹ رکھا اور چھڑی ہاتھ میں لے کر باہر آگیا — وہ اس لباس میں کوئی کاؤنٹ لگ رہا تھا۔

پیرس شہر اُسے بڑا دھندلا پھیکا اور غریبی کا مارا ہوا گندہ گندہ شہر لگ رہا تھا — کتنی گلی کوچے بڑے پُراسرار تھے جہاں کونے میں کسی جگہ اسے عجیب سی شکل دکھائی دے جاتی — سڑکیں پتھروں کی بنائی ہوئی تھیں جو ابھرے ہوئے تھے اور ان پر گھوڑا گاڑیاں، بگھیاں اور ریڑھے شور مچاتے ہوئے چل رہے تھے —

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چوک میں پھل بیچنے والے ڈھیر لگائے بیٹھے تھے ۔ عورتیں فٹ پاتھ صاف کر رہی تھیں ۔ پھر بھی شہر میں جگہ جگہ کوڑا کرکٹ بکھرا ہوا تھا ۔

عنبر یونہی پھرتا پھراتا شاہی قلعے کی طرف نکل آیا ۔ آج کل پیرس کا جو قلعہ پرانا اور کھنڈر بنا ہوا ہے، وہ ان دنوں بالکل نیا نیا بنا تھا اور بے حد مضبوط اور خوب صورت تھا ۔ اس کے اونچے میناروں کے کلس چمک رہے تھے ۔ نوترے ڈیم کا گرجا تو بے حد شاندار تھا ۔ شہر کے اندر دریائے سین درمیان میں سے گزرتا تھا ۔ اس دریا کا پل پتھر اور اینٹوں سے بنایا گیا تھا ۔ اس جگہ ایک پھلوں کا باغ تھا جہاں ایک گرجا گھر بنا ہوا تھا ۔ تابخیر کے مسلمان عرب ملک سے لائی ہوئی کھجوریں بھی یہاں اُگی ہوئی تھیں ۔

عنبر کو مسلمان مجاہد ابوحمزہ کا خیال آگیا جسے فرانس والوں نے قید میں ڈال رکھا تھا اور جسے وہ پھانسی دینے والے تھے ۔ عنبر نے دل میں عہد کر لیا کہ وہ اس مسلمان مجاہد کی جان ضرور بچائے گا، چاہے اس کے لیے اُسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے ۔

شام تک عنبر شہر میں گھومتا پھرا ۔ جہاں لوگ کھڑے ہوتے عنبر وہاں پہنچ جاتا کہ شاید ناگ مل جائے ۔ وہ باغوں اور گلیوں

میں کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لیتا کہ شاید اُسے ماریا کی خوشبو آجائے، لیکن نہ ناگ کی شکل کہیں دکھائی دی اور نہ ماریا کی خوشبو کہیں آئی ۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ ہندوستان کے چشمے میں ڈبکی لگانے کے بعد وقت صرف سو سال ہی پیچھے کی طرف گیا تھا، اور وہ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے سے نکل کر لوئی سولھویں کے زمانے کے فرانس میں آگیا تھا ۔

خدا جانے ناگ اور ماریا کہاں ہوں گے ؟

جب رات ہوگئی اور پیرس کے مکانوں اور گلی کوچوں میں پُراسرار تیل کے لیمپ روشن ہوگئے اور دُور شاہی قلعے کی لمبی کھڑکیوں اور میناروں پر فانوس کی روشنی جھلکنے لگی، تو عنبر دریائے سین کے کنارے پر ایک سرائے میں آکر ٹھہر گیا ۔ سرائے کی مالک ایک موٹی لالچی عورت تھی جس نے سارے کرائے کے پیسے عنبر سے پہلے ہی رکھوا لیے اور ایک کوٹھڑی میں اُس کے لیے میلا کچیلا سا بستر لگوا دیا ۔ عنبر نے سرائے کی مالکہ سے کوئی بات نہ کی ۔ کوئی اعتراض نہ کیا ۔ اسے سارے پیسے دے دیئے ۔ اور رات کو کھانا کھا کر اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا ۔

شہر میں انقلاب کی افواہ بڑی گرم تھی ۔ غریب لوگ جگہ جگہ جلسے کر رہے تھے اور مزدور اور کسان شہر کی سڑکوں پر گشت کرتے پھرتے تھے ۔ شاہی فوج کے سپاہی بھی گھوڑوں

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر سوار روند لگاتے تھے اور جہاں لوگوں کو جمع دیکھتے، وہاں ان پر ہنٹر برسانا شروع کر دیتے۔ قلعے اور شاہی محل کے اوپر توپیں لگا دی گئی تھیں۔ یورپ میں بارود کی بھر بھر کر چلانے والی بندوقیں نئی نئی شروع ہوئی تھیں اور صرف شاہی فوج کے پاس ہی تھیں۔ محل میں دو چار سو سے زیادہ بندوقیں نہیں تھیں۔

عنبر کو پیرس میں آئے تین چار دن ہو گئے تھے۔ ناگ اور ماریا کا کہیں کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اُس نے سوچا کہ اب اُسے مسلمان مجاہد ابوحمزہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہیے کہ وہ قلعے میں کس جگہ پر قید ہے اور اُس تک کیوں کر پہنچا جا سکتا ہے۔ عنبر شاہی قلعے میں مالی کا کام کرنے والے ایک آدمی سے ملا۔ یہ آدمی سرائے کے قریب ہی ایک کوٹھڑی میں رہتا تھا۔ عنبر نے اس کے ساتھ دوستی کر لی۔ اُسے ایک دو روز خوب کھلایا پلایا۔ پھر باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ عرب ملک تاجر سے جو مسلمان قیدی آتے ہیں، انہیں قلعے میں کس جگہ رکھا جاتا ہے؟

مالی نے عنبر کو بتایا کہ عرب ملک سے جتنے قیدی آئے تھے ان سب کے سر قلم کر دیے گئے ہیں۔ عنبر تو پریشان ہو گیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ابوحمزہ کو بھی؟"

فرانسیسی بوڑھا مالی قہقہہ مار کر ہنسا۔

"ارے نہیں، اس کا سر ابھی قلم نہیں کیا گیا۔ بادشاہ کچھ سوچ رہا ہے۔ شاید وہ خود اپنے ہاتھ سے اس مسلمان کا سر کاٹنا چاہتا ہے اور سنا ہے کہ آج کل بادشاہ کی ایک انگلی زخمی ہے۔"

اور وہ قہقہہ مار کر پھر ہنس دیا۔

"بادشاہ مجھے کہہ دے تو میں ایک سیکنڈ میں اس مسلمان کا سر کاٹ کر رکھ دوں۔ تمہیں معلوم ہے میرا دادا ترکوں کے خلاف لڑا تھا۔"

عنبر نے باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھ لیا کہ محل میں داخل ہونے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے۔ مالی نے اُسے بتایا کہ جتنے خفیہ راستے ہیں، وہ صرف بادشاہ کے شاہی دستے کو معلوم ہیں! ہاں قلعے کے باغ سے ایک سُرنگ دریا کے پار جنگل میں نکل جاتی ہے۔

"اُس سُرنگ کا راستہ مجھے معلوم ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟" عنبر نے اس سے پوچھ ہی لیا۔

مالی نے کہا:

"وہ زیتون کے باغ میں سنگِ مرمر کے گھوڑے کے پُرانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بُت کے پاس ہے۔"

پھر چونک کر بولا:

"مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو۔ کہیں تم قلعے پر حملہ تو نہیں کرنا چاہتے؟"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"نہیں بابا، میں تو یوں ہی اپنی معلومات کے لیے پوچھ رہا تھا۔ سیاح جو ہوا۔ سیر کرنا اور ملک ملک کی معلومات جمع کرنا میرا شوق ہے۔"

باتوں ہی باتوں میں عنبر نے مالی سے پوچھا کہ قلعے کے اندر کی اگر سیر کرنی ہو تو کیا اندر جانے کی اجازت مل سکتی ہے۔ مالی نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"ہرگز نہیں، یہ خیال بھی دل میں نہ لانا۔ قلعے کے نزدیک بھی اگر جاؤ گے تو تمہارا سر گلوٹین میں ڈال کر کاٹ دیا جائے گا۔"

تھوڑی دیر بعد مالی خود ہی سر کو کھجاتے ہوئے بولا:

"اگر تم قلعے کی سیر کرنا چاہتے ہو تو ایک طریقہ ہے۔"

"وہ کیا طریقہ ہے؟" عنبر نے جلدی سے پوچھا۔

وہ مالی بولا:

"جو سُرنگ قلعے کے باغ سے سنگِ مرمر کے گھوڑے والے

چبوترے سے دریا کی طرف جاتی ہے۔ اگر تم اس سرنگ میں دریا والے راستے سے اندر داخل ہو جاؤ تو قلعے میں داخل ہو سکتے ہو۔ مگر یہ مشکل کام ہے۔"

"کیوں مشکل ہے؟" عنبر نے کہا۔

مالی بولا:

"جہاں دریا پر سُرنگ ختم ہوتی ہے، ادھر بڑا سنسان اور ویران علاقہ ہے۔ وہاں چاروں طرف ایک قبرستان پھیلا ہوا ہے۔ اس قبرستان میں کوئی تازہ مردہ دفن کرنے بھی نہیں جاتا۔ کہتے ہیں کہ اس قبرستان میں جتنے پُرانے مُردے دفن ہیں وہ سب زندہ ہیں۔"

"زندہ ہیں؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟" عنبر نے پوچھا۔

مالی بولا

"لوگ کہتے ہیں کہ اس قبرستان کے مُردے رات کو قبروں سے نکل کر باہر آ جاتے ہیں اور جو کوئی زندہ آدمی انہیں ملتا ہے اسے اُٹھا کر قبر میں لے جاتے ہیں۔ اسی ڈر کے مارے وہاں کوئی نہیں جاتا۔"

عنبر نے کہا:

"میں ان باتوں سے نہیں ڈرتا۔"

مالی کہنے لگا:

Makhzan

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم ڈرو چاہے نہ ڈرو۔ بزرگ کہتے ہیں کہ اس قبرستان میں کبھی کبھی رات کو بازار لگتا ہے، جہاں مُردے چلتے پھرتے ہیں آپس میں باتیں کرتے ہیں اور کبھی کبھی شہر میں آ کر اپنے رشتے داروں کو بھی اٹھا کر لے جاتے ہیں۔"

مالی اتنا کہہ کر اٹھ کر چلا گیا۔ وہ ڈرا ہوا تھا۔ عنبر اس قبرستان کے بارے میں سوچنے لگا کہ اگر وہاں سے سُرنگ میں داخل ہوا جاتے تو وہ قلعے کے اندر جا کر مسلمان مجاہد ابوحمزہ کی جان بچانے اور اُسے وہاں سے فرار کروانے کی کوشش کر سکتا ہے۔ کافی سوچ بچار کے بعد آخر عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ قبرستان کی طرف سے سُرنگ کے راستے قلعے میں جانے کی بجائے وہ مالی کو رشوت دے کر قلعے میں جانے کی کوشش کرے۔ اُس نے دوسرے روز مالی کو خوب کھانا وغیرہ کھلایا۔ اسے تحفے بھی دیے اور اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اُسے قلعے کے اندر لے جائے گا۔

"لیکن تمہیں گھاس کاٹنے والے کا بھیس بدل کر میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ میں پہرے داروں سے یہی کہوں گا کہ تمہیں نیا نیا قلعے میں نوکر رکھا گیا ہے۔"

ایک روز عنبر نے قلعے کے باغوں کا گھاس کاٹنے والے کا بھیس بدلا اور مالی کے ساتھ قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔ مالی

کو عنبر نے بہت زیادہ رشوت کا لالچ دیا ہوا تھا۔ پہرے دار مالی کے دوست تھے۔ انہوں نے ایک نئے آدمی کو ساتھ دیکھا تو یونہی پوچھا:

"یہ کون ہے تمہارے ساتھ؟"

مالی نے کہا:

"نیا مالی ہے۔ میرے ساتھ کام سیکھے گا۔"

عنبر نے پہرے داروں کو جھک کر سلام کیا۔ پہریدار مسکرائے اور اسے مالی کے ساتھ قلعے میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ یہ بسٹائیل کا مشہور قلعہ تھا جو بہت بڑا تھا۔ اسی کے اندر درمیان میں بادشاہ کا محل تھا، جہاں بادشاہ، فرانس کی ملکہ اور شہزادیاں اور شہزادے رہتے تھے۔

عنبر مالی کے ساتھ قلعے کے باغوں میں گھوم پھر کر یوں ہی گھاس کاٹنے لگا۔ سارا دن وہ مالی کے ساتھ گھومتا رہا۔ سہ پہر کے وقت اس نے مالی سے کہا:

"میں نے سُنا ہے کہ اس قلعے کے تہہ خانے بڑے پُراسرار ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو، وہ کہاں پر ہیں؟"

مالی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا:

"خبردار۔ قلعے کے تہہ خانوں کا پھر نام نہ لینا۔ وہاں جو کوئی ایک بار گیا، پھر اس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی چھکڑے پر

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاد کر باہر لایا گیا — خدا کسی دشمن کو بھی وہاں نہ لے جائے"
عنبر نے باتوں میں لگا کر معلوم کر لیا کہ قلعے کے پُراسرار تہہ خانوں کو جانے والا راستہ قلعے کے پیچھے ہاتھیوں کے اُترنے کے لیے جو ڈھلان بنائی ہوئی ہے ادھر سے جاتا ہے — اُس کے لیے اتنی معلومات ہی کافی تھیں۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مالی کے ساتھ قلعے سے واپس نہیں جائے گا۔

جب شام ہوئی تو مالی نے کہا:

"چلو بھئی تم نے قلعے کی خوب سیر کر لی ہے — اب واپس چلتے ہیں — میرا آج کا کام ختم ہو گیا ہے"

عنبر نے کہا:

"چچا میں بارہ دری والے باغ کے چشمے پر پانی پی کر ابھی آتا ہوں"

"جلدی آ جانا — میں جا رہا ہوں"

"بس تم چلو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں" جب عنبر اکیلا رہ گیا تو اس نے اپنے چاروں طرف ایک نگاہ ڈالی۔ دن کی روشنی ختم ہو رہی تھی — قلعے اور محل کی سیاہ دیواروں پر رات کے اندھیرے اتر رہے تھے۔ قلعے کی کھڑکیوں میں کہیں کہیں فانوسوں کی روشنی ہو رہی تھی — عنبر قلعے کی مشرقی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا اسی جگہ آ گیا جہاں ہاتھیوں کے اُترنے

کے لیے ایک ڈھلان راستہ بنا ہوا تھا۔ یہی وہ راستہ تھا جو نیچے قلعے کے تہہ خانوں کو جاتا تھا — عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر نیچے اترنے لگا — ڈھلان ایک اونچی محرابی چھت والے برآمدے میں جا کر ختم ہو گئی — یہاں بڑے کھلے کھلے اصطبل تھے، جن کے اندر ہاتھی لوہے کی زنجیروں سے بندھے جھول رہے تھے — ایک مہاوت اُن کے آگے چارہ صاف کر کر کے ڈال رہا تھا۔

یہاں اندھیرا تھا — عنبر آگے کھسک گیا — اُسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ تہہ خانوں کو کون راستہ جاتا ہے۔ اُسے خیال آیا کہ کہیں اُس نے اس طرف آ کر غلطی تو نہیں کی! اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا سکتا تھا، مگر عرب مجاہد ابوحمزہ کو چھڑانے کی سکیم فیل ہو سکتی تھی — عنبر پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا برآمدے میں ہاتھیوں کے اصطبل سے آگے گزر گیا — یہاں اُس نے ایک دروازہ دیکھا، جس کے باہر دو شاہی سپاہی کھڑے تھے۔ ان کے پاس بھر مار بارودی بندوقیں تھیں — وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک سپاہی کھڑا تھا۔ دوسرا دروازے کے آگے رکھے پتھر پر بیٹھا تھا —

عنبر نے سوچا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ اتنا اسے یقین تھا کہ تہہ خانوں کو وہی راستہ جاتا ہے — اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا — اگر وہ یوں ہی سیدھا آگے چلا جائے تو وہ اُسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پکڑیں گے — عنبر کچھ سوچ کر واپس آ گیا — وہ ہاتھیوں کے اصطبل کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک سپاہی کو دیکھا جو بندوق اٹھائے برآمدے میں گشت لگا رہا تھا —

عنبر دیوار کے ساتھ اندھیرے میں ہو گیا — سپاہی اس کے قریب سے گزرتے ہوئے رک گیا اور ہاتھی کو تکنے لگا، جو رات کی تاریکی میں سیاہ پہاڑ کی طرح لگ رہا تھا — سپاہی نے آگے بڑھ کر ہاتھی کی سونڈ کو شاید پیار کرنا چاہا۔ عین اس وقت عنبر نے اس پر حملہ کر دیا — اُچھل کر اس کی گردن دبوچ لی اور سر کے پیچھے ایک ہلکا سا ہاتھ مارا — عنبر کا یہ ہلکا سا ہاتھ ہی کافی تھا — سپاہی بے ہوش ہو کر گر پڑا — عنبر نے فوراً اپنے کپڑے اُتار کر سپاہی کی نیلی وردی پہن لی۔ ہاتھ میں بندوق پکڑ لی اور اصطبل میں دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا — ہاتھی نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے یہ ساری جاسوسی کی کارروائی ہوتے دیکھی تھی اور وہ خاموش کھڑا ہولے ہولے جھول رہا تھا —

عنبر رات گہری ہونے اور کچھ اندھیرا ہو جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اُسے اصطبل میں بیٹھے بیٹھے ایک گھنٹہ گزر گیا تو وہ اُٹھ کر برآمدے میں آ گیا —

اس نے دروازے کی طرف دیکھا، دونوں سپاہیوں میں سے

ایک غائب تھا — وہاں صرف ایک سپاہی پتھر کے ساتھ ٹیک لگا کر لیٹا ہوا تھا — اس کی بندوق فرش پر اس کے پاس پڑی تھی۔

عنبر بڑے اعتماد کے ساتھ تیز تیز دروازے کی طرف چلا — وہ یہ ظاہر کر رہا تھا، جیسے وہ کوئی ضروری پیغام لے کر پیچھے جا رہا ہے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس کا دل ایک بار زور سے دھڑکا — کہیں اُس کا راز نہ کھل جائے؟ مگر وہاں اندھیرا اندھیرا سا تھا اور اُسے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔

عنبر نے دروازے کے پاس جا کر فرانسیسی زبان میں سپاہی کو سلام کیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ قلعے میں بے شمار سپاہی رات کو ڈیوٹی دیتے تھے — کسی جگہ کبھی کوئی آ جاتا تھا، کبھی کوئی — ایک دوسرے کو یاد رکھنا بڑا مشکل تھا — سپاہی نے لیٹے لیٹے ایک آنکھ کھول کر پوچھا:

"کیا کرنے جا رہے ہو؟ کوئی نیا حکم آیا ہے؟"

عنبر نے بے نیازی سے کہا:

"نہیں، کوئی خاص نہیں — ایک بار گنتی کرنے جا رہا ہوں"

سپاہی نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور اُونگھنے لگا۔

جب کسی قوم کے پہرے دار یوں راتوں کو پہرے پر سونا شروع کر دیتے ہیں تو پھر اس قوم پر زوال آ جاتا ہے اور انقلاب

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیدا ہوتے ہیں — فرانس کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا — عنبر جلدی سے سیڑھیوں میں چلا گیا — اس نے دیکھا کہ وہاں اندھیرا تھا اور بڑی ٹھنڈک تھی۔ سیڑھیاں تنگ تھیں — وہ نیچے اُتر گیا — آگے اُونچی چھت والا ایک تنگ برآمدہ آ گیا۔ اس کے بائیں جانب چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی تھیں، جن کے اندر سے کبھی کبھی زنجیر کے کھنکنے کی آواز آ جاتی تھی، جیسے قیدی ٹہل رہا ہو یا اُس نے لیٹے لیٹے کروٹ بدلی ہو۔

دیوار کے درمیان میں ایک جگہ محراب کے اوپر مشعل روشن تھی۔ اس کی روشنی قیدیوں کی کوٹھری کے آگے پڑ رہی تھی۔ وہ کوٹھریوں کے سامنے سے گزرنے لگا — وہ ہر کوٹھری میں جھانک کر دیکھ لیتا۔ کوٹھریوں میں قیدی بند تھے — وہ نیم روشنی میں مُردے لگ رہے تھے جو اپنی قبروں میں اُٹھ کر بیٹھ گئے ہوں۔ زرد، نیم جان۔ ہڈیاں نکلی ہوئیں، پاؤں میں زنجیر بندھی ہوئی —

عنبر ابوحمزہ کو پہچان نہیں سکتا تھا — وہ ایک کوٹھری کے آگے جا کر رُک گیا — کوٹھری میں ایک ادھیڑ عمر کا قیدی زنجیروں میں جکڑا پڑا تھا — عنبر نے اس کے پاس جا کر آہستہ سے پوچھا:

"ابوحمزہ کی کوٹھری کہاں ہے؟"

بوڑھے قیدی نے نفرت سے تھوک کر کہا:

"بادشاہ کے کُتے، تم نے خود تو اسے قید میں ڈالا ہے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اسے عقوبت خانے میں اذیت دی جا رہی ہے۔"

عنبر اب اُس سے یہ نہیں پوچھنا چاہتا تھا کہ عقوبت خانہ کہاں ہے — یعنی ٹارچر چیمبر — یعنی وہ کمرہ جہاں قیدیوں کو سخت جسمانی تکلیفیں دے کر اُن سے راز اُگلوانے کی کوشش کی جاتی ہے —

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی زندہ، آدھی مُردہ

قیدیوں کی کوٹھریوں کا تنگ راستہ آگے جاکر گھوم گیا۔

یہاں عنبر کو ہلکی ہلکی انسانی آوازیں سُنائی دیں۔ ایک سپاہی سامنے سے تیز تیز قدم اٹھاتا آرہا تھا۔ عنبر یوں ٹہلنے لگا، جیسے پہرہ دے رہا ہو۔ سپاہی اس کے قریب سے گزرا تو اس نے گھُور کر عنبر کو دیکھا۔

"آج ہی ڈیوٹی لگی ہے تمہاری؟" اُس نے پوچھا۔

"ہاں، آج ہی ڈیوٹی لگی ہے۔ تنگ آگیا ہوں۔"

سپاہی مُسکرایا:

"قیدیوں کی چیخیں سُن سُن کر عادی ہو جاؤ گے۔"

سپاہی چلا گیا۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا اور آگے بڑھا۔ سامنے ایک دروازہ آگیا، جو بند تھا۔ اس کے پٹ میں اُوپر کی جانب ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی، جس میں سلاخیں لگی تھیں۔ اس میں سے ہلکی روشنی آرہی تھی۔ عنبر نے دبے پاؤں آگے جاکر کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ دوسری طرف اُس نے دیکھا کہ ایک

کوٹھری ہے جو عام کوٹھریوں سے کھُلی کھُلی ہے۔ ننگے فرش پر ایک نوجوان کو لٹایا ہوا ہے، جس کے جسم پر صرف ایک پتلون ہے۔ اس کے دونوں بازو شکنجے میں دیے ہوئے ہیں۔

"صرف اُن لوگوں کے نام بتادو جو تمہارے ساتھ تانجیر میں فرانس کی حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ بولو۔ بولو۔"

قیدی کے منہ سے ہلکی ہلکی اذیت کی تکلیف دہ آوازیں نکل رہی ہیں اور کبھی کبھی وہ سر ہلا کر کہہ دیتا ہے:

"نہیں بتاؤں گا، کبھی نہیں بتاؤں گا۔"

کرسی والے سپاہی نے اشارہ کیا۔ شکنجے کو اور زیادہ کسا جانے لگا۔ قیدی کی چیخیں نکل گئیں۔

"اب بھی بتادو، نہیں تو تمہاری ہڈیوں کے جوڑ کھول دیے جائیں گے۔"

قیدی نے منہ بند کر لیا۔ اب وہ سخت اذیت کو بڑی بہادری کے ساتھ برداشت کر رہا تھا۔ جب تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہوگئی تو اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگیا۔ کرسی والا سپاہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے اشارہ کیا۔ شکنجہ کھول دیا گیا۔

"جب یہ ہوش میں آجائے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ آج رات یا یہ سب کچھ بتادے گا یا مر جائے گا۔"

اتنا کہہ کر سپاہی جو افسر معلوم ہوتا تھا، دروازے کی طرف بڑھا۔ عنبر تیزی سے پیچھے کی طرف بھاگا اور کونے میں جاکر چھپ

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی زندہ، آدھی مُردہ

قیدیوں کی کوٹھریوں کا تنگ راستہ آگے جا کر گھوم گیا۔

یہاں عنبر کو ہلکی ہلکی انسانی آوازیں سُنائی دیں۔ ایک سپاہی سامنے سے تیز تیز قدم اٹھاتا آ رہا تھا۔ عنبر یوں ٹہلنے لگا، جیسے پہرہ دے رہا ہو۔ سپاہی اس کے قریب سے گزرا تو اس نے گھور کر عنبر کو دیکھا۔

"آج ہی ڈیوٹی لگی ہے تمہاری؟" اُس نے پوچھا۔

"ہاں، آج ہی ڈیوٹی لگی ہے۔ تنگ آ گیا ہوں"

سپاہی مُسکرایا:

"قیدیوں کی چیخیں سُن سُن کر عادی ہو جاؤ گے"

سپاہی چلا گیا۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا اور آگے بڑھا۔ سامنے ایک دروازہ آ گیا، جو بند تھا۔ اس کے پٹ میں اُوپر کی جانب ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی، جس میں سلاخیں لگی تھیں۔ اس میں سے ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ عنبر نے دبے پاؤں آگے جا کر کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ دوسری طرف اُس نے دیکھا کہ ایک

کوٹھری ہے جو عام کوٹھریوں سے کُھلی کُھلی ہے۔ ننگے فرش پر ایک نوجوان کو لٹایا ہوا ہے، جس کے جسم پر صرف ایک پتلون ہے۔ اس کے دونوں بازو شکنجے میں دیے ہوئے ہیں۔

"صرف اُن لوگوں کے نام بتا دو جو تمہارے ساتھ تانجیر میں فرانس کی حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ بولو۔ بولو"

قیدی کے منہ سے ہلکی ہلکی اذیت کی تکلیف دہ آوازیں نکل رہی ہیں اور کبھی کبھی وہ سر ہلا کر کہہ دیتا ہے:

"نہیں بتاؤں گا، کبھی نہیں بتاؤں گا"

کرسی والے سپاہی نے اشارہ کیا۔ شکنجے کو اور زیادہ کسا جانے لگا۔ قیدی کی چیخیں نکل گئیں۔

"اب بھی بتا دو، نہیں تو تمہاری ہڈیوں کے جوڑ کھول دیے جائیں گے"

قیدی نے منہ بند کر لیا۔ اب وہ سخت اذیت کو بڑی بہادری کے ساتھ برداشت کر رہا تھا۔ جب تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہو گئی تو اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ کرسی والا سپاہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے اشارہ کیا۔ شکنجہ کھول دیا گیا۔

"جب یہ ہوش میں آ جائے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ آج رات یا یہ سب کچھ بتا دے گا یا مر جائے گا"

اتنا کہہ کر سپاہی جو افسر معلوم ہوتا تھا، دروازے کی طرف بڑھا۔ عنبر تیزی سے پیچھے کی طرف بھاگا اور کونے میں جا کر چھپ

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا۔ افسر باہر نکل کر تہ خانے کے دروازے کی طرف تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔ جب وہ سیڑھیوں میں گم ہوگیا تو عنبر کونے سے نکل کر عقوبت خانے کی کوٹھڑی کے پاس آیا۔ اس نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ دونوں سپاہی بے ہوش قیدی کے پاس بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ شکنجے والا سپاہی رومال سے اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

عنبر کو ابھی تک پوری طرح یقین نہ تھا کہ یہی مسلمان مجاہد ابوحمزہ ہے، کیونکہ اس تہ خانے میں تابنجر کے کئی مسلمان مجاہد قید و بند کی زندگی گزار رہے تھے۔ کئی ایک کو قتل کر دیا گیا تھا۔ قیدی کے دونوں ہاتھ اب تک رسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے، مگر رسی ڈھیلی کر دی گئی تھی۔ وہ بے ہوش تھا۔ سپاہی کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد دروازے کی طرف آئے۔ عنبر اندھیرے میں گم ہوگیا۔

تینوں سپاہی دروازہ کھول کر باہر آگئے۔ ان کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کچھ کھانے پینے کو جا رہے ہیں۔ کوٹھری کا دروازہ بند کر کے لوہے کا بھاری تالا لگا دیا گیا۔

ان کے جانے کے بعد عنبر دروازے کے پاس آگیا۔ تالا کافی مضبوط تھا، وہ اسے توڑ سکتا تھا لیکن توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ ابھی اسے راز داری کی ضرورت تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ تالا جس زنجیر کے ساتھ بندھا تھا۔ وہ لوہے کی ایک میخ کے ساتھ دروازے کے اندر ٹھکی

ہوئی تھی۔ عنبر کو تھوڑا سا زور لگانے کی ہی ضرورت تھی۔ زنجیر والی میخ لکڑی کے دروازے سے اکھڑ گئی۔ دروازہ کھل گیا تھا۔ عنبر آہستہ سے اندر آگیا۔ اس نے دروازہ ویسے ہی بند کر دیا۔ اس اس کا خیال تھا کہ وہ یہ معلوم کر کے کہ اس قیدی کا نام کیا ہے، واپس چلا جائے گا۔ عنبر قیدی کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ قیدی کو ہوش آچکا تھا، مگر اُس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ تکلیف کے ساتھ سانس لے رہا تھا، جیسے اس کا بند بند دُکھ رہا ہو۔ عنبر نے قیدی کے کان میں کہا:

"کیا تمہارا نام ابوحمزہ ہے؟"

قیدی نے جواب دینے کی بجائے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔

"تم مجھے ایک ہی بار ہلاک کیوں نہیں کر دیتے؟"

یہ جملہ قیدی نے عربی زبان میں کہا تھا۔ عنبر نے بھی خالص مصری عربی زبان میں آہستہ سے بولا:

"میں تمہیں مارنے نہیں، یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

قیدی نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا اور پھر طنز بھرے لہجے میں کہا: "تمہارا کوئی وار کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں مر جاؤں گا، مگر اپنے مسلمان عرب ساتھیوں کے نام نہیں بتاؤں گا۔ ہم سروں پر کفن باندھ کر اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔"

عنبر نے جلدی سے پوچھا:

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پہلے یہ بتاؤ، تم ابوحمزہ ہو؟"

قیدی نے درد سے کراہتے ہوئے طنز کے ساتھ کہا:

"میں ہی تمہارا باپ ابوحمزہ ہوں۔"

عنبر مسکرایا:

"خدا کا شکر ہے — اب میری بات غور سے سنو۔"

قیدی ابوحمزہ نے نفرت سے کہا:

"تم عربی بول کر بھی میری ہمدردیاں حاصل نہیں کر سکتے۔ میں مسلمان ہوں۔ خدا اور رسولؐ پر جان فدا کرنے والا ہوں۔ تم مجھے سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکا سکتے — میں شہید ہو جاؤں گا مگر تمہارے فریب میں نہیں آؤں گا فرانسیسی کتّے۔"

عنبر کو خواہ مخواہ گالیاں پڑ رہی تھیں۔ اس نے ابوحمزہ سے کہا:

"میرے بھائی، میں فرانسیسی نہیں ہوں۔ میں عرب ہوں، مصری ہوں — میرا نام عنبر ہے اور میں مسلمان ہوں، خدا اور رسولؐ پر میں بھی اپنی جان قربان کر سکتا ہوں اور میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

خدا جانے ابوحمزہ کو کیوں یقین نہیں آ رہا تھا — وہ بار بار یہی کہتا:

"تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں تمہارے فریب میں نہیں آؤنگا۔"

اتنے میں باہر سے تالا کھولنے کی آواز آئی — ابوحمزہ نے کہا:

"تمہارے دوسرے ساتھی کتے آ گئے ہیں — اب مل کر مجھے اذیت دینا شروع کر دو۔"

عنبر چھلانگ لگا کر دروازے کے ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ مسلمان مجاہد ابوحمزہ نے لیٹے لیٹے عنبر کی اس حرکت کو کچھ تعجب سے دیکھا — دروازہ کھلا اور دونوں سپاہی باتیں کرتے اندر آ گئے۔ وہ کچھ کھا رہے تھے — عنبر نے حملہ نہ کیا، وہ کچھ سوچ رہا تھا، کیا کرے کیا نہ کرے کہ ایک سپاہی نے اسے دیکھ لیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ تمہاری ڈیوٹی یہاں کس نے لگا دی؟ تم کون ہو؟ تمہارا کارڈ کہاں ہے؟"

اس کم بخت سپاہی نے ایک ہی سانس میں کتنے ہی سوال کر ڈالے۔ مسلمان مجاہد ابوحمزہ حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، کہیں یہ نوجوان سچ مچ اسے چھڑانے تو نہیں آیا تھا — عنبر پہلے تو خاموش رہا، پھر بولا:

"مجھے ابھی کارڈ نہیں ملا۔ میں نیا نیا گارڈز میں بھرتی ہوا ہوں۔"

دوسرا سپاہی بولا:

"اگر تمہاری ڈیوٹی تہہ خانے میں لگی ہے تو بتاؤ، آج رات کا خفیہ شناختی لفظ کیا ہے؟"

قلعے کے اندر تہہ خانوں میں ہر سپاہی کو ہر رات ایک خفیہ لفظ بتا دیا جاتا تھا جس سے وہ ایک دوسرے کو شناخت کرتے تھے — عنبر کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اس رات کا خفیہ لفظ کیا ہے — وہ یونہی دماغ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر زور دے کر سوچنے کی اداکاری کرنے لگا۔ سپاہی نے بندوق تان لی۔

"دشمن کا جاسوس۔"

دونوں سپاہی بندوق تان کر عنبر کے دائیں بائیں کھڑے ہوگئے۔

"خاموشی سے ہاتھ پیچھے کر کے بیٹھ جاؤ۔"

مگر عنبر کہاں خاموشی سے بیٹھنے والا تھا۔ ان سپاہیوں کو کیا معلوم تھا کہ وہ کس شخص کو خاموشی سے ہاتھ پیچھے کر کے بیٹھنے کو کہہ رہے ہیں — مگر انہیں ابھی چند لمحوں بعد معلوم ہونے والا تھا۔ عنبر کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا — وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں بندوق کا دھماکا ہو، کیونکہ یہ دھماکا تمام سپاہیوں کو خبردار کر سکتا تھا — عنبر نے سوچ لیا تھا کہ اُسے کیا کرنا ہے — جوں ہی انہوں نے فرش پر ہاتھ پیچھے کر کے بیٹھنے کو کہا، اس نے جُھک کر اپنے دونوں ہاتھ سپاہیوں کی بندوقوں پر اس پھرتی اور تیزی سے مارے کہ دونوں بندوقیں ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر دُور جاگریں۔

اب عنبر بے فکر ہوگیا — سپاہیوں نے تلواریں نکال کر عنبر پر زبردست وار کر دیا — وہ عنبر کی گردن، کندھوں اور سر پر دھڑا دھڑ تلواریں چلا رہے تھے اور عنبر یوں ہی اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کر رہا تھا — اسے خیال آیا کہ یہ کھیل زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہیے۔ کہیں یہ سپاہی شور مچانا نہ شروع کر دیں — ابھی تک تو وہ اس لیے شور نہیں مچا رہے تھے، انہیں یقین تھا کہ وہ دونوں ایک نہتے

جاسوس پر قابو پالیں گے۔

عنبر نے انہیں زیادہ سوچنے کا موقع نہ دیا اور آگے بڑھ کر دونوں کی گردنیں دبوچیں اور زور سے ان کے سر آپس میں ٹکرا دیے۔ دونوں چکر کھا کر بیہوش ہو کر گر پڑے — عنبر نے ان کی گردنوں کے نیلے رومال کھول کر اُن کے منہ میں ٹھونس دیے۔ ان کے ہاتھ پاؤں باندھے اور پھر مسلمان مجاہد ابوحمزہ کی رسیاں کھول ڈالیں۔ ابوحمزہ یہ سب کچھ حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ اب اُسے یقین ہوگیا تھا۔ یہ نوجوان اس کا ہمدرد ہے اور اُسے وہاں سے نکالنے آیا ہے۔

"ہمیں جتنی جلدی ہو سکے، یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

عنبر نے ابوحمزہ سے کہا — ابوحمزہ بولا۔

"یہاں سے نکلنا مشکل نظر آتا ہے — اوپر قدم قدم پر پہرہ ہے۔ ہم قلعے سے باہر کیسے جائیں گے؟"

عنبر نے کہا:

"اس کا بھی ایک طریقہ ہے۔ پہلے تم ایسا کرو کہ اس سپاہی کی وردی اُتار کر پہن لو۔ دیر نہ کرو۔"

ابوحمزہ نے جلدی جلدی بیہوش سپاہی کی وردی پہن کر بندوق ہاتھ میں پکڑ لی — ایک بندوق عنبر کے پاس تھی۔ ابوحمزہ نے سر پر نیلی ٹوپی بھی رکھ لی — وہ کوٹھڑی سے باہر نکل آئے — تنگ

Makhzan

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برآمدے میں اندھیرا تھا۔ وہ دونوں کوٹھریوں کے آگے سے گزر کر اوپر جانے والی سیڑھیوں پر آ گئے۔

"رُکنا نہیں ابوحمزہ، میرے ساتھ ساتھ چلو — خدا پر بھروسہ رکھو — وہ ہماری کرے گا۔"

ابوحمزہ نے سر ہلا کر کہا: "خدا ہمارے ساتھ ہے، چلو۔"

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دروازے پر آئے تو باہر دونوں سپاہی پہرہ دے رہے تھے — عنبر نے ابوحمزہ کے کان میں کہا:

"ان کے آگے تیزی سے گزر جانا۔"

وہ دروازے سے نکل کر پہرے داروں کے قریب سے گزرے تو ایک سپاہی نے آواز دے کہا:

"ٹھہرو!"

ابوحمزہ رُک گیا — عنبر کو بھی رُکنا پڑا — ویسے وہ حملے کے لیے تیار ہو چکا تھا — پہریدار سپاہی نے پاس آ کر کہا:

"یہ لو، میٹھا کیک تم بھی کھاؤ — آج فرانسوا کی سالگرہ تھی۔"

اور وہ قہقہہ مار کر ہنس دیا — عنبر نے آگے بڑھ کر کیک کا ٹکڑا لے لیا — بدقسمتی سے ایسا کرتے ہوئے ابوحمزہ بھی مشعل کی روشنی میں آ گیا — دوسرے سپاہی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا:

"تم — تم ابوحمزہ ہو؟"

یہ جملہ تیر بن کر پہریدار کے منہ سے نکلا — دوسرے سپاہی کے ہاتھ سے کیک کا لفافہ گر پڑا۔ اس نے بندوق کندھے سے اتاری ہی تھی کہ عنبر نے اس کے جبڑے پر ایک قیامت کا مُکا مار دیا — اس مُکّے نے اس کا جبڑا توڑ ڈالا — دوسرے سپاہی نے ایک چیخ ماری — اس کے ساتھ ہی عنبر نے اس کی گردن بھی توڑ ڈالی —

"یہاں سے بھاگو۔"

خوش قسمتی سے رات کے وقت سپاہی کی آخری چیخ وہاں کوئی نہ سُن سکا۔ عنبر نے ابوحمزہ کو ساتھ لیا اور وہ ہاتھیوں کے طویلوں کے آگے سے بھاگتے ہوئے اوپر جانے والے راستے پر آ گئے — وہ دیوار کے ساتھ ساتھ لگ کر چڑھائی چڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اونچی دیوار کے ساتھ باہر باغ کے کونے میں کھڑے تھے۔

ابوحمزہ نے پوچھا:

"اب کیا کریں؟ قلعے کی فصیل پر سپاہی گشت کر رہے ہیں — دروازے پر زبردست پہرہ ہوگا۔ باہر کیسے نکلیں گے؟"

عنبر نے کہا: "میرے ساتھ ساتھ چلے آؤ۔"

عنبر ابوحمزہ کو ساتھ لے کر درختوں کے اندھیروں میں سے گزرتا زیتون کے باغ کی طرف آ گیا — یہاں ایک جگہ گھوڑے کا بُت بنا ہوا تھا جس کے چبوترے پر جنگلی بیل چڑھی ہوئی تھی — یہی وہ جگہ تھی جہاں دریا کنارے والے آسیبی قبرستان کو نکلنے والی سرنگ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منہ تلاش کرنے لگا — اس نے ابوحمزہ کو بتا دیا کہ اس جگہ سے ایک سُرنگ قلعے کی دیوار کے نیچے سے ہو کر دریا کی طرف جاتی ہے اور بڑی خفیہ سرنگ ہے۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے؟" ابوحمزہ نے پوچھا۔

"قلعے کے مالی نے بتایا تھا۔ میں نے اسے رشوت دے کر یہ راز معلوم کر لیا تھا۔"

ابوحمزہ کہنے لگا: "کہیں یہ اس کی کوئی چال نہ ہو — یہ سب لوگ مسلمانوں کے دشمن ہیں اور اسلام کو ختم کرنے کی ناپاک کوششیں کر رہے ہیں۔"

عنبر نے کہا: "اسلام کو یہ لوگ کبھی ختم نہیں کر سکتے۔"

وہ جھاڑیوں میں سُرنگ کا منہ تلاش کرنے لگے۔ اچانک ایک جانب سے ابوحمزہ نے پُکار کر کہا: "ادھر آؤ عنبر، یہ دیکھو۔"

عنبر لپک کر گیا — زیتون کے ٹھگنے درختوں کے جھنڈ میں ایک جگہ دیوار میں سوراخ نظر آ رہا تھا۔ اس کے آدھے منہ کو بیلوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ عنبر نے کہا کہ اس کے خیال میں وہی سُرنگ کا راستہ تھا۔ عنبر آگے آگے اور ابوحمزہ پیچھے پیچھے — دونوں سُرنگ میں داخل ہو گئے۔ سرنگ میں اندھیرا تھا اور زمین کچی تھی۔ پہلے تو راستہ نیچے کو اُترنے لگا ڈھلان ہی ڈھلان تھی۔ پھر راستہ اُوپر کو اُٹھتا چلا گیا۔ کافی آگے جا کر راستہ سیدھا ہو گیا —

سُرنگ میں چھوٹے چھوٹے پتھر بچھے ہوئے تھے — سُرنگ کسی طرف کو نہیں گھومی تھی — وہ سیدھی آگے کو جا رہی تھی — جب انہیں چلتے چلتے پندرہ بیس منٹ گزر گئے تو اچانک سُرنگ ایک طرف کو مُڑ گئی — ابوحمزہ نے کہا:

"بڑی پُراسرار سرنگ ہے۔ اگر یہ سُرنگ نہ ہوتی تو ہمارا قلعے سے فرار ہونا بڑا مشکل تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں، مگر ابوحمزہ اس شہر سے تم کس طرح فرار ہو گے۔ صبح پیرس کی ساری پولیس اور سپاہی تمہاری تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہے ہوں گے۔ کیا تمہارے پاس چھپنے کی کوئی جگہ ہے۔"

ابوحمزہ نے کہا:

"میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ تم نہ صرف یہ کہ ایک سچے مسلمان ہو، بلکہ میرے ہمدرد اور محسن بھی ہو — پیرس میں خفیہ جگہ پر ہمارا ایک ٹھکانہ ہے جہاں تاجر کے بھیس میں کچھ مسلمان مجاہد بھیس بدل کر رہتے ہیں — تم سُن کر حیران ہو گے کہ ان میں میری ایک چھوٹی بہن زبیدہ بھی ہے — زبیدہ بڑی بہادر لڑکی ہے — وہ اپنے وطن کو کافروں سے آزاد کرانے کے لیے ہمارے شانے سے شانہ ملا کر کام کرتی ہے — میرے گرفتار ہو جانے پر یہ لوگ ضرور اِدھر اُدھر ہو گئے ہوں گے، مگر خفیہ ٹھکانے پر جا کر ان کا پتا چل سکتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"یہ جگہ کس طرف اور کس محلّے میں ہے؟"

ابوحمزہ کہنے لگا:

"میں تمہیں اپنے ساتھ وہاں لے چلوں گا۔"

سرنگ تنگ ہونے لگی — معلوم ہوتا تھا کہ باہر نکلنے والا سوراخ آرہا تھا — سرنگ اتنی تنگ ہوگئی کہ وہ جھک کر چلنے لگے — تازہ اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ان کے چہروں سے ٹکرایا —

"ہم باہر نکلنے والے ہیں۔" عنبر نے کہا۔

ابوحمزہ نے کہا:

"کہیں باہر سپاہی گھات لگا کر نہ بیٹھے ہوں۔"

عنبر نے کہا: "مجھے پہلے باہر جانے دو۔"

ابوحمزہ بولا:

"ہاں، تم میں بڑی طاقت ہے۔ یہ طاقت تمہارے جسم میں کہاں سے آگئی ہے۔ دیکھنے میں تو تم دُبلے پتلے ہو، لیکن اکٹھے دو دو آدمیوں کی ہڈی پسلی ایک کر دیتے ہو۔"

عنبر نے جھک کر سرنگ کے سوراخ میں سے باہر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"یہ تمہیں پھر کبھی بتاؤں گا — تم یہاں ٹھہرو — میں باہر جا کر دیکھتا ہوں۔ کوئی ہماری تاک میں تو نہیں بیٹھا ہوا؟"

عنبر نے اندھیرے میں قبروں کو چاروں طرف گھور گھور کر دیکھا — وہاں کوئی بھی نہیں تھا — نہ کوئی زندہ — نہ کوئی مُردہ — عنبر نے ابوحمزہ کو آہستہ سے آواز دی کہ باہر نکل آؤ، میدان خالی ہے۔ ابوحمزہ بھی فوراً سُرنگ سے باہر آگیا — ایک پل کے لیے قبرستان کی آسیبی فضا نے اسے بھی خوف زدہ کر دیا —

"یہ — یہ تو قبرستان ہے۔" اُس نے کہا۔

"ہاں، پھر کیا ہوا۔ ہم اس میں سے نکل کر دریا کے کنارے پہنچ جائیں گے۔"

ابوحمزہ نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا:

"ہم جنّوں بھوتوں سے نہیں ڈرا کرتے۔"

عنبر خاموش رہا۔ وہ قبروں میں سے گزرتے چلے جا رہے تھے۔ اگرچہ اندھیری رات تھی۔ پھر بھی تاروں کی دھیمی روشنی کا غبار سا قبروں کے اوپر پھیلا ہوا تھا — کئی قبروں کے منہ کھُلے تھے۔ اور اندر سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا — ابوحمزہ اندر سے خوف زدہ ہو رہا تھا اور جلد سے جلد اس آسیبی قبرستان سے نکل جانا چاہتا تھا — وہ اپنے خوف کو دُور کرنے کے لیے سیٹی بجانے لگا۔ سیٹی بجاتے بجاتے وہ اچانک رُک گیا — عنبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا:

"تم نے آواز سُنی؟"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر رُک گیا — ابوحمزہ اُسے آگے کو دھکیلنے لگا۔

"خدا کے لیے رُکو نہیں، چلتے جاؤ — کسی عورت نے میرے کان کے آکر میرا نام لیا تھا۔"

عنبر سمجھ گیا کہ قبرستان کی زندگی شروع ہونے والی ہے۔ اُس نے ابوحمزہ کو اپنے آگے کر لیا اور کہا:

"پیچھے مُڑ کر مت دیکھنا۔"

اب وہ آواز عنبر کو بھی سنائی دی — یہ ایک عورت کی آواز تھی۔ اس نے عنبر کے کان کے بالکل قریب منہ لا کر بڑی حسرت اور درد بھرے لہجے میں اسے آواز دی تھی۔ اس کا نام لیا تھا۔ اس آواز میں درد اور کرب تھا، جیسے وہ سخت تکلیف میں ہو اور بلا رہی ہو۔

عنبر نے ابوحمزہ کو نہ بتایا — وہ تیز تیز چلنے لگا — آواز پھر عنبر کے کانوں سے ٹکرائی۔

"عنبر، مجھے قبر میں سے نکالو۔ مجھے زندہ دفن کر دیا گیا ہے — مجھے قبر سے نکالو — خدا کے لیے آہ — آہ۔"

قبرستان میں موت کی خاموشی تھی۔ خشک پتے ان کے پاؤں تلے چرچرا رہے تھے — قبریں سانس لیتی معلوم ہو رہی تھیں — عنبر کو یوں نظر آیا — جیسے وہ پھولے ہوئے پیٹ کی طرح اوپر نیچے ہو رہی ہیں —

قبرستان کا ٹوٹا ہوا دروازہ سامنے تھا — وہ تیز تیز قدم اُٹھاتے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ عنبر نے ابوحمزہ کو جلدی سے دروازے سے باہر دھکیل دیا اور پھر جیسے کسی نے اپنا ٹھنڈا ہڈیوں بھرا ہاتھ عنبر کے کندھے پر رکھ دیا — اس نے پلٹ کر دیکھا — ایک سیاہ لباس والی سفید عورت اس کی طرف اپنی مقناطیسی سرخ آنکھوں سے گھور رہی تھی۔ اس کا آدھا چہرہ صاف اور گوشت سے بھرا ہوا تھا اور دوسرا آدھا چہرہ مسخ ہو چکا تھا۔ وہاں سے گوشت اڑ گیا تھا اور ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ ایک آنکھ کی جگہ سوراخ تھا — ہاتھ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اور انگلیوں کی ہڈیاں برف کی طرح ٹھنڈی تھیں —

- وہ عورت کون تھی؟
- اس قبرستان کے زندہ مُردوں کا راز کیا تھا؟
- اسلامی مجاہد ابوحمزہ کی بہن زبیدہ کہاں تھی؟
- ناگ چشمے میں ڈبکی لگانے کے بعد کہاں اُبھرا؟
- ماریا کی عنبر سے کہاں ملاقات ہوئی؟

یہ سب کچھ آپ عنبر ناگ ماریا کی واپسی کے اگلے ۲۵ ویں سلور جوبلی نمبر میں پڑھیں گے جو تین سو صفحات کا ہوگا — اس کا عنوان ہوگا "ناگ کے ۹۹ سیڑھیوں کا راز"

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر، ناگ، ماریا کے مشہور مصنف

اے حمید

کے قلم سے

عمران سیریز ایڈونچر

ہر قدم پہ حیرانی ہر موڑ پہ نئی کہانی!

١	لنڈی کوتل کا بھوت	5/-	
٢	مفرور قیدی	5/-	
٣	ہینڈز اپ	5/-	
٤	ہیروں کا چور	5/-	
٥	شاہی تاج کی چوری	5/-	
٦	خونی راز	5/-	
٧	آدھی رات کو فرار	5/-	
٨	خفیہ ڈائری کی تلاش	5/-	
٩	جب ہمیں عمر قید ہوئی	5/-	
١٠	بند کمرے کا راز	5/-	
١١	پیرس کے جاسوس	5/-	
١٢	ایلا، سکالا اور حبشی دادا	5/-	
١٣	کے جی بی کے جاسوس	5/-	
١٤	موت کی چٹانیں	5/-	
١٥	بارود کی موت	5/-	
١٦	سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو	5/-	
١٧	میکاؤ کا سپاکو	5/-	
١٨	جاپان کی ڈمپل	5/-	
١٩	سُناتا، جالانگ اور پادری	5/-	
٢٠	اچھا دوست الوداع	5/-	
٢١	ثابت، ڈیوڈ اور عمران	5/-	
٢٢	اینجی جل پری	5/-	
٢٣	مائی وڈی اور موٹا ڈیڈی	5/-	
٢٤	ڈوربین میں قتل	5/-	
٢٥	بلیک وارنٹ (سلور جوبلی نمبر)	13/-	
٢٦	پستول پھینک دو	5/-	
٢٧	ٹارچر عمران	5/-	
٢٨	خاموش ریوالور کی گولی	5/-	
٢٩	پھر دال میں کالا کالا	5/-	
٣٠	ایٹم بم کی تلاش	5/-	

نیا مکتبہ اقرأ

۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

آپ کے جانے پہچانے سلسلے

موت کے تعاقب کی واپسی

99 سیڑھیوں کا راز

جاننے کے لیے

سلور جوبلی نمبر ۲۵

میں

عنبر ناگ ماریا

سے ملیے!

قیمت ۱۱/- روپے

صفحات ۳۰۰

۵ - اکتوبر کو اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کر کے خرید فرمائیں!

نیا مکتبہ اقرأ - ۱۲/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور